ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

7

جولائی 2003ء ★ جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ

- حضور اکرم ﷺ
- ایمان کی تکمیل
- اسلام ..... ہمارے دیس میں
- کیمپ ڈیوڈ کے سائے
- خبر لیجئے دہن بگڑا

- آپ کون سا اسلام لانا چاہتے ہیں؟
- تقسیم کشمیر اور تشکیل "مرزائیل" کی سازش
- مولانا عبدالرحیم اشعر رحمتہ اللہ علیہ

اخبار الاحرار

قومی سوچ اپنائیے

پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے

مشروبِ مشرق

رُوح افزا

سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے

مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔

راحتِ جاں **رُوح افزا** مشروبِ مشرق

ہمدرد

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

مدینۃ الحکمہ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع جو ہم کماتے ہیں
شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ جاتا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

Adarts-HRA-4/2003

ماہنامہ
نقیب ختم نبوت ملتان
Regd:M.No.32
جلد ۱۴ شمارہ ۷ جولائی ۲۰۰۳ء جمادی الاول ۱۴۲۴ھ

بیاد
سید الاحرار حضرت امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی
ابن امیر شریعت خطیب بنی ہاشم
محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات	اداریہ	مدیر	۳
شاعری	حمد: (پروفیسر محمد احمد شاد) نعت: اک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا (ہری چند اختر)		۵
دین و دانش	حضور اکرم ﷺ	شاہ بلیغ الدین	۷
// //	ایمان کی تکمیل	بیان: سید عطاء المہیمن بخاری	۱۴
// //	آیئے! اللہ کی طرف لوٹ چلیں	ایم حمید اللہ جمیل ایڈووکیٹ	۱۷
// //	اصلی گھر......!	ادیب الرحمٰن	۱۹
// //	تین محبوب چیزیں	محمد عمر فاروق	۲۰
// //	جنت کے خریدار	شمس نوید عثمانی	۲۲
افکار	اسلام...... ہمارے دیس میں	سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	۲۳
// //	جدید اسلام یا اسلام کا استہزاء	سید یونس الحسنی	۲۵
// //	خبر لیجیے دہن بگڑا	پروفیسر خالد شبیر احمد	۲۸
// //	کیمپ ڈیوڈ کے سائے	جنرل (ر) حمید گل	۳۲
// //	آپ کون سا اسلام لانا چاہتے ہیں؟	محمد سہیل رحمان	۳۴
// //	تقسیم کشمیر اور تشکیل "مرزائیل" کی سازش	سید یونس الحسنی	۳۶
شخصیت	مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ	مولانا مجاہد الحسینی	۳۹
گوشۂ نسواں	میکہ...... والدین کی خدمت و اطاعت	خیر النساء بہتر	۴۱
تحقیق	۷۸۶ اور ۶۶ کی حقیقت	حافظ عبدالرشید ارشد	۴۳
ردّ قادیانیت	اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط ۱۷)	پروفیسر خالد شبیر احمد	۴۶
نگاہیہ	"میں ایک کلرک ہوں"	دیدہ ور	۵۰
حسن انتخاب	حاصل مطالعہ	خادم حسین	۵۱
شاعری	وہ رستہ تجھ کو بلا رہا ہے...... (سید عطاء المحسن بخاریؒ) پنجابی نظم (اصغر) غزل (گوہر ملسیانی)		۵۴
طنز و مزاح	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	۵۶
حسن انتخاب	تبصرۂ کتب	ڈاکٹر انور سدید/ ابوالادیب	۵۷
اخبار الاحرار	رہنمایان احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	۵۹
شاعری	کیا یو کے ہے، کیا یو ایس اے	ابوسفیان تائب	۶۱

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر
چودھری ثناء اللہ بھٹہ
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

کمپوزنگ
الیاس میراں پوری

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زرتعاون سالانہ
اندرون ملک: -/150 روپے
بیرون ملک: -/1000 روپے
فی شمارہ: -/15 روپے

اکاؤنٹ نمبر: 1-5278
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ
چوک مہربان ملتان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری
طابع: تشکیل نو پرنٹرز

مقام اشاعت
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
فون: 061-511961

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

نورِ ہدایت

القرآن

''اور وہی ہے' جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں دریا اور پہاڑ پیدا کیے اور ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں بنائیں۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

(سورۃ الرعد: آیت ۳)

الحدیث

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ رات میں ایک خاص وقت ہے جو مومن بندہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگے گا' تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائے گا۔ اور اس میں کسی خاص رات کی خصوصیت نہیں' بلکہ اللہ کا یہ کرم ہر رات میں ہوتا ہے۔''

(صحیح مسلم)

الآثار

پالیٹکس

''سارے قرآن میں ''پالیٹکس'' کے مفہوم میں سیاست کا لفظ نہیں۔ ہاں' میں جانتا ہوں! اس کے معنی ''مکر'' کے ہیں اور یہ فرنگی مقامروں کی ایجاد ہے۔ جس کا مطلب ہی فریب دہی ہے۔ سیاسیین کے وعدے پورے ہونے کے لیے نہیں بلکہ ٹالنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ ان بدبختوں کے دل پر خدا کے سوا ہر شئے کا خوف غالب ہے۔

میں نے ''پالیٹکس'' سے زیادہ شریر لفظ نہیں دیکھا۔ یہ خدع وفریب کے ایک ایسے اجتماعی کاروبار کا نام ہے' جس سے بابو لوگ اغراض کی دکان چمکاتے ہیں۔ اس دور میں سیاست کا مطلب فتنہ خیزی، فتنہ پروری اور فتنہ انگیزی ہے۔''

پاکستان کی سیاسی زندگی

''پاکستان میں اسلام کا سیاسی نظام تو ہم رائج نہ کر سکے اور غیروں کا جو نظام ہم نے اپنایا ہے' اس کے ساتھ بھی انصاف نہ کیا۔ اس کی خوبیاں چھوڑ دیں اور برائیوں کو شعار کر لیا۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔''

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

ملتان ۱۹۵۸ء

’’دستِ قاتل میں ہے تلوار، خدا خیر کرے‘‘

صدر جنرل پرویز مشرف، داڑھی، شلوار قمیص اور اسلام پر اپنا غبار نکال کر یورپ و امریکہ کے طویل دورے پر روانہ ہو چکے ہیں۔ دورے پر روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے متشددانہ بیانات دے کر امریکہ و یورپ کو باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے نہیں، اُن کے نمائندے ہیں۔ لہٰذا امریکہ بہادر مزید مہربانی کرتے ہوئے، اُن کے اقتدار کو تحفظ فراہم کرے اور بحال رکھے۔ اِدھر سپیکر قومی اسمبلی چودھری امیر حسین نے اپنی رولنگ کے ذریعے ایل ایف او کو آئین کا حصہ قرار دے دیا ہے۔ سپیکر کے اس جانبدارانہ اقدام سے اپوزیشن اور حکومت کے درمیان فاصلے مزید بڑھ گئے ہیں۔ پہلے تو صدر، وردی اور ایل ایف متنازعہ تھے، اب سپیکر بھی متنازعہ ہو گئے ہیں۔ اپوزیشن، سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا عندیہ دے رہی ہے۔ سرحد حکومت نے متفقہ طور پر شریعت بل منظور کر لیا ہے۔ اس پر صدر، وزیراعظم اور اُن کے نورتن، اسلام، علماء، دینی جماعتوں اور دینی قدروں کے خلاف گز بھر لمبی زبانیں نکال کر، خوب طعن توڑ رہے ہیں۔ وفاق اور صوبہ سرحد کی حکومتوں میں تصادم اور محاذ آرائی کی کیفیت میں شدت اور تیزی آ رہی ہے۔ ایسی صورت حال میں جنرل صاحب کے دورۂ امریکہ کے ایجنڈے میں ایک نکتہ یقیناً مدتِ اقتدار میں اضافے کی منظوری لینا بھی ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ جنرل پرویز، امریکہ سے اپنی خدمات کا معاوضہ لینے گئے ہیں۔ امریکہ کے لیے اُن کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ایسی وفاداری اور خدمات، جو آج تک پاکستان کے کسی حکمران کے حصے میں نہیں آئیں، صرف اور صرف جنرل پرویز کا حصہ ہیں۔

افغانستان کی بربادی میں، پاکستان کی طرف سے امریکہ کو لاجسٹک سپورٹ کی فراہمی اور مکمل تعاون، امریکہ کے لیے بالکل غیر متوقع تھی۔ پھر عراق کے خلاف جنگ میں پاکستان کی خاموشی، دراصل امریکہ کی حمایت کوئی معمولی خدمت نہ تھی۔ انہی خدمات کے عوض میں، جنرل پرویز قرضوں کی معافی کی درخواست پیش کریں گے۔ ایف ۱۶ جہازوں کا مسئلہ بھی اٹھائیں گے۔ کشمیر کا مسئلہ بھی زیر بحث آئے گا۔ ظاہر ہے کہ امریکہ بھی ان مسائل پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔ خدشہ ہے کہ پاکستان کی درخواست کے تبادلے میں امریکی مطالبات کی منظوری کی ایک اور طویل فہرست حکم نامے کی صورت میں جنابِ جنرل پرویز کے ہاتھوں میں تھما دی جائے گی۔ اُن میں......

۱) پاکستان کا اسرائیل کو تسلیم کرنا

۲) ایران اور شمالی کوریا کے خلاف پاکستان کی حمایت حاصل کرنا

۳) عراق میں پاکستانی افواج کی تعیناتی

۴) تقسیم کشمیر کے امریکی فارمولے کو تسلیم کرنا

۵) پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنا

۶) مذہبی قوتوں کا شکنجہ مزید کسنا اور...... ایسے ہی دیگر مطالبات شامل ہوں گے۔

جنرل پرویز دورہ پر روانہ ہونے سے پہلے جہاں دیگر شدت پسندانہ بیانات داغ کر گئے ہیں، وہاں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حوالے سے نظرثانی کا عندیہ بھی دے گئے ہیں۔ اُدھر اسرائیلی وزارتِ خارجہ کے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل "زدی گابے" نے بھی بیان داغا ہے کہ "پاکستان کو دشمن نہیں سمجھتے، اسرائیلی ریاست تسلیم کرنے پر خوشی ہوگی۔ سفارتی تعلقات کے خواہش مند ہیں۔" گویا اس سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی مکمل منصوبہ بندی کر لی گئی ہے۔ اور یہ بیانات اس کے لیے فضا سازی کا کردار ادا کریں گے۔

حیرت ہے کہ مسئلہ کشمیر کو استصوابِ رائے کے ذریعے حل کرانے کا مطالبہ کرنے والے پاکستان کے حکمرانوں نے اب اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے نظرثانی کی باتیں شروع کر دی ہیں۔ جس طرح کشمیریوں کی رائے کے بغیر مسئلہ کشمیر کا حل غلط ہے۔ بالکل اُسی طرح فلسطینیوں کی رائے کے بغیر اسرائیل کے متعلق کوئی بھی فیصلہ صریحاً ظلم ہوگا۔ یہ دراصل بیت المقدس پر یہودیوں کے ناجائز قبضے کو جائز اور اُمت مسلمہ کے مؤقف کو سبوتاژ کرنے کی سازش ہے۔ پاکستان اگر اس سازشی کھیل کا حصہ بنا تو اس کی سلامتی و بقا مشکوک ہو جائے گی۔ جب تک قبلۂ اوّل یہودیوں کے قبضے سے آزاد نہیں ہوتا اور فلسطینیوں کے مقبوضہ علاقے خالی نہیں کیے جاتے، اسرائیل کو تسلیم کرنا ہلاکت و بربادی کے مترادف ہوگا۔

عراق میں پاکستانی افواج کی تعیناتی ہمارے لیے مزید خطرات پیدا کرے گی۔ جس امریکہ کو ایران کا ایٹمی پروگرام قبول نہیں، وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو کیسے قبول کرے گا؟ پاکستان میں عالمی اسلحہ انسپکٹروں کے دورہ کے بعد امریکہ کے غیر اعلانیہ اسلحہ انسپکٹر وفاقی وزیر خزانہ مسٹر شوکت عزیز کا کہوٹہ لیبارٹری کا دورہ، ہمارے جوہری پروگرام کو رول بیک کرنے کی سازش کا حصہ ہے۔ جہاں وزیراعظم کو جانے کی اجازت نہیں، وہاں شوکت عزیز کس حیثیت میں گئے؟ عالمی سامراجی کھیل کا حصہ بن کر ہم پہلے ہی بہت نقصان اٹھا چکے ہیں۔ حکمران وطن عزیز کے حال پر رحم کریں اور یہود و نصاریٰ کے اس سازشی کھیل کا مزید حصہ نہ بنیں۔ جناب جنرل پرویز بہ ظاہر تو خدمات کا معاوضہ لینے گئے ہیں لیکن خدشہ ہے کہ انہیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ کیونکہ دینے والے کے ہاتھ میں ڈالروں کی تھیلی نہیں، دودھاری تلوار ہے:

"دستِ قاتل میں ہے تلوار، خدا خیر کرے"

☆......☆......☆

پروفیسر محمد احمد شاد

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

تجھ کو زیبا ہے نازِ یکتائی سارا عالم ہے تیرا شیدائی
فیض پاتے ہیں تجھ سے انس و جاں تیری رحمت ہے ہر طرف چھائی
ذرّے ذرّے میں نور ہے تیرا مہر و مہ میں ہے جلوہ فرمائی
تیری ہستی ہے ماورا سب سے کون جانے ہے تیری پہنائی
تو ہی مشکل کشا ہے ہر لمحہ سارے جگ کی امید بر آئی
سب کے عیبوں کو تُو چھپاتا ہے کب گوارا تجھے ہے رسوائی
یہ بھی احساں ہے خاص اک تیرا درد و غم میں ہے جو شکیبائی
تو نے افکار سے نوازا ہے تو نے بخشی ہے سب کو دانائی
جس کا شیوہ تھا سرکشی' مولا! وہ بھی نکلا ہے تیرا سودائی
جس کی یادوں میں بس رہا ہے تو اس کو ہوتی نہیں ہے پسپائی

شاؔد! جس کو کبھی نہ جھٹلائیں
بس خدا ہے وہ ایک سچائی

☆......☆......☆

ہری چند اختر

اک عرب (ﷺ) نے آدمی کا بول بالا کر دیا

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُن کے نام پر
اللہ اللہ! موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی! قصرِ کسریٰ کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حُسنِ کائنات
اب کسی نے اُس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیّت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب (ﷺ) نے آدمی کا بول بالا کر دیا

☆......☆......☆

شاہ بلیغ الدین

حضور اکرم ﷺ

رنگ میں ملاحت ۱، بیان میں فصاحت، چوڑا ماتھا، پتلے ابرو ۲، بڑی بڑی سرگیں آنکھیں ۳، ان میں لال ڈورے، اونچی ناک، کُشادہ دہن، موزوں رخسار ۴، حضور اکرم ﷺ کا قد سجیلا تھا۔ نہ بڑا تھا نہ چھوٹا ۵ مگر تھا ذرا نکلتا ہوا۔ ۶ ایک بات خاص تھی۔ کوئی ساتھ ہوتا تو اس کا قد دب جاتا۔ آپ ﷺ ہی بالا بلند دکھائی دیتے تھے ۷۔

رسالت پناہ ﷺ کی صحت نہایت اچھی تھی۔ بدن بھاری نہ ہلکا، درمیانہ تھا۔ اقامت کے لیے نہایت زیبا۔ جلد نرم، سینہ فراخ، پیٹ دبا ہوا، سر بڑا تھا۔ بال کالے مُلائم اور لمبے تھے۔ کوئی کہتا کان کی لَو تک پہنچتے کوئی کہتا کندھے پر پڑے رہتے۔ ۸ ڈاڑھی گول گھنی، قریب تھا کہ سینہ ڈھک لے ۹ موچھیں ترشی ہوئی۔ سید العرب والعجم کو اللہ نے احسنِ تقویم کے کمال پر پیدا کیا تھا۔

براءؓ بن عازبؓ سے پوچھا گیا...... کیا رسالت مآب ﷺ کا چہرہ کھڑا تھا، تلوار کی طرح لمبا اور پتلا؟ بولے...... نہیں! مجھے تو ماہتابی معلوم ہوتا تھا۔ روایتیں ہیں۔ بالکل گول نہیں تھا، ذرا کتابی چہرہ تھا۔ روشن تاباں تاباں! کعبؓ بن مالک کہتے ہیں...... کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک کھل اٹھتا۔ انہوں نے تشبیہ دی...... روئے مبارک چاند کا ٹکڑا بن جاتا۔ یہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی کہتے تھے۔ ان کا خیال تھا' چہرہ چاند کا ہالہ تھا۔ آنحضرت ﷺ کے بازو سڈول ہتھیلی چوڑی بھرواں، انگلیاں بڑی تھیں رواں، ایڑی پتلی، پاؤں گداز ان کی جلد روغنی تھی۔ پیر دھوتے تو پانی ڈھلک جاتا تھا۔ رفتار میں متانت بھی تھی، تواضع بھی۔

---

۱ خود بدولت ﷺ فرماتے! مجھ میں ملاحت ہے میرے بھائی یوسفؑ میں صباحت تھی۔

۲ جُٹ بھنویں نہیں تھیں۔

۳ بڑی تھیں' باہر نکلی ہوئی نہیں تھیں۔ (حضرت علیؓ)

۴ رخسار لانبے تھے' پھولے ہوئے نہیں تھے۔ (مواہب لدنیہ)

۵ انس بن مالکؓ اور براءؓ بن عازبؓ (بخاری کتاب مناقب۔ صفات نبوی)

۶ صورت شکل کی تفصیلات: بخاری، ترمذی، مسلم، بیہقی، قسطلانی اور زرقانی سے لی گئیں۔

۷ زرقانی (شرح مواہب)

۸ تیل آپ بہت کثرت سے ڈالتے تھے۔ آخر عمر میں بھی بیس سے زیادہ بال سفید نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ بالعموم بال ترشواتے۔ حج اور عمرے کے موقع پر البتہ سر گُھٹاتے تھے۔

۹ ریش مبارک چار انگل سے کم نہ تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں......آپ ﷺ چلتے تو معلوم ہوتا کہ زمین خود ہی لپٹتی جا رہی ہے۔تیز رفتار نہ تھے بلکہ ہم ساتھ نہ دے سکتے تھے۔قدم ملاتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے ہم دوڑ رہے ہیں۔کبھی پیدل نکل کھڑے ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ ہوتا تو فرماتے......آگے آگے رہو، میرے پیچھے فرشتوں کی جگہ ہے۔ ۱

والدہ محترمہ نے محمد (ﷺ) نام رکھا ۲ دادا نے اسی نام کا اعلان کر دیا۔لوحِ محفوظ پر بھی یہی نام لکھا تھا۔یہی اسم ذات ٹھہرا اور آمنہ کا جگر گوشہ اسم بامسمّٰی نکلا۔یہ بخت و اتفاق نہیں فیصلۂ ربّانی تھا۔آل عمران ۳ ،الاحزاب ۴ ،الفتح ۵ یہ نام آیا اور ایک پوری سورت ۶ کا عنوان ہے......محمد......اس کی دوسری آیت میں ربّ المشرقین والمغربین نے پھر یہ پیارا نام لیا ہے......نام محمد! جس پر اللہ بھی اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ ۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی......میرے بعد آنے والا احمد ۸ ہوگا۔

آپ ﷺ محمد بھی کہلائے اور احمد بھی اور بھی کئی ناموں سے پکارے گئے۔ایک مواہب اور شرح مواہب میں آٹھ سو نام ملتے ہیں۔کچھ ایسے بھی نام ہیں جو خدا کے نام بھی ہیں۔ایک ایک نام ایک ایک دبستان ہے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ......میں محمد ہوں، احمد ہوں ،حاشر ہوں، تاج ہوں، خاتم ہوں، عاقب ہوں۔حاشر، خاتم اور عاقب ایسے نام ہیں جو صاف بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نگاہ پاک، ذہن پاک، کپڑے پاک، صاحبِ صدق وصفا کا رُواں رُواں پاک تھا۔ہاتھ پاؤں ستھرے، چہرہ تازہ، دانتوں میں موتی کی ڈلک، ہیرے کی للک، سامنے کے دونوں دانتوں میں ذرا سا شگاف تھا۔ابنِ عباسؓ کہتے ہیں۔یہ فصل بڑا حسین معلوم ہوتا۔

---

۱ شرح مواہب جلد چہارم ص ۲۱۹

۲ حضرت آمنہ فرماتی ہیں خواب میں القا ہوا کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوں تو میں آپ کا نام محمد رکھوں۔(مواہب لدینہ بحوالہ ابونعیم اور ابوسعید عبدالمالک نیشاپوری صاحب معجم کبیر)

۳ آیت ۱۴۴۔ ۴ آیت ۱۴۰۔ ۵ آیت ۲۹۔ ۶ اڑتالیسویں سورت ہے۔ ۷ سورۃ الاحزاب

۸ سورۃ صف آیت ۶۔انجیل میں آپ ﷺ کے لیے فارقلیط۔احمد اور محمد کے نام استعمال ہوئے ہیں۔خیال ہے آخری نام محمد ﷺ کی سریانی شکل ہے۔یوحنا کی انجیل باب ۱۴ سطور ۲۵۔۲۶، اور باب ۱۶ سطرے میں ان ناموں کی تفصیل تھی پاکستان بائیبل سوسائٹی لاہور نے کتابِ مقدس کے نام ۱۹۶۵ء جو ترجمہ شائع کیا اس میں ان جگہوں پر ایک جگہ مددگار یعنی روح القدس، دوسری جگہ مددگار کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ابنِ ہشام جلد نمبر ۱، ابن سعد جلد نمبر ۱ اور متدرک باب دوم کے حوالوں میں مذکورہ بالا نام دیئے گئے۔ولیم میور سرے سے کسی بشارت کا قائل نہیں اُس کا کہنا ہے کہ کسی شاطر راہب نے آنے والے مددگار کا اطلاق حضور اکرم ﷺ پر کرنے کے لیے اپنی طرف سے نام احمد لکھ دیا۔میورؔ تحقیق کے میدان کا مرد نہیں، اکثر حقائق میں تحریف کا عادی ہے، بشارت توراۃ اشعیا نبی کی کتاب میں بھی ہے۔

تازہ وضو کے جُویا۔ نہانے کے عادی، آپ ﷺ کثرت سے مِسواک کیا کرتے تھے حتیٰ کہ بستر پر بھی یہ سُنّت نہ چھوٹی۔ ارشاد تھا...... مسواک کرنے سے بینائی کو جلا ملتی ہے۔ ۱

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔ فرمان تھا...... مسواک کرنا بجز موت کے ہر بیماری سے شفا دیتا ہے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے سنا، آپؐ نے فرمایا...... مسواک کرنا فصاحت کو بڑھاتا ہے۔

آپ ﷺ طاہر بھی تھے طیب بھی۔ بدن میں خوشبو، سانس میں مہک۔ پسینہ بھی معطر تھا۔ مستشرقین لکھتے ہیں، یہ کثرت سے عطر استعمال کرنے کا نتیجہ تھا۔ ارشاد تھا...... میری امت پر بار ہونے کا خیال نہ ہوتا تو میں مسلمانوں کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے اور خوشبو استعمال کرنے کا حکم دیتا۔

ختمی مرتبت ﷺ دیکھنے میں خوش رُو، میل ملاپ میں خوش اخلاق، یکتائے زمانہ یکتائے روزگار تھے۔ آپ ﷺ کی خاموشی میں جلال تھا گویائی میں جمال ۲ اپنی ذات کے لیے آپ ﷺ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، کبھی کوئی ناشائستہ لفظ زبان سے نہ نکلا ۳ کبھی کسی کا برا نہ چاہا کسی کا دل نہ توڑا ۴ ۔ دوستوں کے لیے رؤف ورحیم ۵ دشمنوں کے لیے کریم وحلیم انتقام کے بجائے احسان فرماتے۔ کمال کی قدر کرتے شہسواروں، نیزہ بازوں کا دل بڑھاتے۔ پیراکی میں دلچسپی تھی۔

کُشتی میں طاق تھے۔ شعر سنتے۔ خوابوں کی تعبیر دیتے تھے۔ معمار بھی تھے۔ عمارت ساز بھی محنت سے کبھی جی نہ چُراتے۔ اپنا ہی نہیں دوسروں کا کام بھی کر دیا کرتے۔ آپ ﷺ نیک نامی سے خوش ہوتے 'بدنامی کو پسند نہ فرماتے۔ مہمانوں کی تعظیم کرتے' ہمسایوں کی تکریم۔ حیا ایسی تھی لحاظ ایسا کہ صاحبِ قاب وقوسین ہو کر بھی تمکنت سے نہ بیٹھتے تھے۔ صحابہؓ کے ہجوم میں بھی پیر نہ پھیلاتے۔

سچے ایسے کہ چشم فلک نے ایسا سچا کوئی نہ دیکھا۔ دوست دشمن بھی اس خوبی کا اعتراف کرتے ۶

بدر کی لڑائی کا دن تھا۔ میدانِ جنگ میں تلواروں کی جھنکار اور نیزوں کی پھنکار میں بنو زُہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے ابوجہل سے پوچھا...... کہو محمد (ﷺ) سچے ہیں یا جھوٹے؟ دل کی بات بتانا۔ سچ پر پردہ نہ ڈالنا ۷

---

۱ حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ (کنز العمال جلد پنجم ص ۷۵)

۲ یہ خدا کی رحمت تھی کہ آپ ﷺ خوش اخلاق شیریں زبان تھے۔ تُند خُو اور دُرشت مزاج نہیں تھے۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹ خوش اخلاقی عبادت ہے۔

۳ حکم ہے کہ ہر ایک سے شائستگی سے بات کرو۔ سورۃ بقرہ آیت ۸۳ ۔ ۴ سورۃ لقمان آیت ۱۸ ۔

۵ سورۃ توبہ آیت ۱۲۸

۶ بے داغ سیرت پر ہم وطنوں نے یہ لقب دیا (حیاتِ محمد ﷺ ولیم میور ہیروز۔ تھامس کارلائل)

۷ تفسیر ابنِ جریر۔ جلد ہفتم

وہ ایک زمانے کا بیری کبر ونخوت کا پُتلا۔ نعرۂ حق سنتا تو اس کے سر پر گاج گرتی۔ سینے پر سانپ لوٹ جاتا۔ صفا کی پہاڑی پر آپ ﷺ کو زخمی کر چکا تھا آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنا چکا تھا، اس موقع پر دل کی بات کہہ گیا کہ...... آدمی سچے ہیں ،کبھی جھوٹ ان کی زبان پر نہیں آیا۔

حضرت علیؓ ۱ اور نازعہ بن کعب ۲ کی روایت ہے۔ اس نے آنحضرت ﷺ سے کہا...... ہم آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتے لیکن آپ کے پیغام کو جھٹلاتے ہیں۔

یہی بات ابو سفیان کی زبان سے نکلی۔ حضور اکرم ﷺ نے قیصر روم کو جب اسلام کی دعوت بھیجی تو اتفاق سے ابو سفیان اُن دنوں شام میں تھا ۳ قیصر نے اسے بلا بھیجا، پوچھا... جو نبی تمہارے ملک میں پیدا ہوئے ہیں کیسے آدمی ہیں؟

ابو سفیان چاہتا تھا کہ بات بنائے لیکن بنا نہ سکا۔ قیصر نے سوالات مرتب کر دیئے تھے مجبوراً حق زبان پر آ گیا۔ کچھ یوں بولا...... سچے ہیں، امانت دار ہیں، اچھے ہیں، ان کے ماننے والوں کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے۔ برائی بس اتنی کہ ہمارے بتوں کو برا کہتے ہیں۔ ہادیٔ برحق ﷺ زبان کے سچے قول کے پکے، دل کے صاف تھے۔ کھرے ایسے کہ سچا موتی۔ لہجہ شیریں، باتیں میٹھی۔ حق کے سوا کبھی زبان سے کچھ نہ نکلتا تھا ۴

باتیں کرتے تو ٹھہر ٹھہر کر۔ کوئی گننے والا چاہتا تو الفاظ گن لیتا۔ ہاتھ کھلا تھا۔ سخاوت کا یہ حال جیسے بہتی ہوا۔ روک تھی ہی نہیں۔ پلّے کچھ نہ ہوتا تو قرض لے لیتے لیکن سخی داتا سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ حکم ہے...... خوش حالی اور تنگ دستی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں دیئے جاؤ ۵

بیواؤں، یتیموں، مسافروں اور بے نواؤں کے غمگسار۔ زندگی بھر یہی کرتے رہے، منہ کا نوالہ دوسروں کو دے دیتے۔ فقر و غنا کی ایسی شان کیا کسی نے دیکھی ہوگی۔ بڑے صابر۔ بڑے شاکر تھے۔ وقت بے کار کبھی نہ کھوتے۔ شب و روز کو تین حصوں میں بانٹ رکھا تھا...... ایک حصّہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے، ایک حصّہ بندگانِ خدا کی خدمت کے لیے، ایک حصہ خدا کی عبادت کے لیے ۶ اوقات کی بڑی صحت مند تقسیم تھی۔ آپ ﷺ بیوی بچوں کا پورا حق ادا کرتے۔ نقطۂ عدل سے ذرا نہ ہٹتے۔ نظم و ضبط کے سخت پابند تھے لیکن تُرش رو بالکل نہیں تھے

---

۱ تفسیر سورۃ انعام جامع ترمذی

۲ بیضاوی تفسیر

۳ عبداللہ بن عباسؓ (باب جہاد بخاری)

۴ اے ایمان والو ہمیشہ زبانِ سے حق کہا کرو (سورۃ احزاب آیت ۷۰)

۵ سورۃ آلِ عمران آیت ۱۳۴

۶ روایت حضرت علیؓ

جس سے ملتے مسکرا کر ملتے۔ نبوت کی گراں بار ذمے داریوں نے آپ ﷺ کو خشک مزاج نہیں بنایا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں...... گھر میں آتے تو مسرّت کی لہر دوڑ جاتی۔ اوٹ پٹانگ باتیں کبھی نہ کرتے۔ مجلس میں قہقہہ نہ لگاتے، بلا اجازت کسی کے گھر میں نہ جاتے۔ سلام میں پہل کرتے۔ بیماروں کی عیادت فرماتے۔ خود نماز پڑھتے تو چاہتے کہ لمبی ہوجائے۔ خطبہ دیتے تو یہ کوشش کرتے کہ چھوٹا ہو جائے۔ اکثر قبلہ رُو رہتے۔ ذرا فرصت ملتی تو ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔

ارشاد تھا...... میں زمانۂ امن میں بھی رحمت ہوں اور زمانۂ جنگ میں بھی رحمت۔ مسلمانوں کو جہاد پر روانہ فرماتے تو سالارِ لشکر کو نصیحت فرماتے...... یاد رکھو! تم میں خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے، جس کا عمل اچھا ہے[1] جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں انہیں اپنا بھائی سمجھو۔ ہر دم ان کی بھلائی کا خیال رکھو۔

مجاہدوں سے فرماتے...... خدا کی راہ میں خدا کے نام پر کافروں سے لڑنا، خیانت اور بدعہدی سے بچنا لاشوں کو بے حُرمت نہ کرنا۔ عورتوں بچوں اور بوڑھوں سے اچھا سلوک کرنا، انہیں قتل نہ کرنا۔ پھر ارشاد ہوتا...... میں تمہارے فرض کی امانت اور تمہارے اعمال کے نتائج کو خدا کے حوالے کرتا ہوں۔ دنیا کہتی ہے جنگ میں ہر بات روا ہے۔ مجاہدِ اعظم ﷺ نے تلقین کی کہ جنگ کے بھی آداب ہیں انہیں ملحوظ رکھو۔ فرمایا...... جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے [2] جہاد (قتال) دین کا کوہان ہے۔ بہت بڑی عبادت [3]......!

جہاد میں ظلم زیادتی کا کیا سوال؟ یہی وجہ ہے کہ مسلمان میدانِ جہاد میں ہوتا ہے تو سخت نظم وضبط کا پابند ہوتا ہے اور بلاوجہ خُوں ریزی نہیں کرتا۔ لڑائی سے پہلے خیر البشر ﷺ لڑائی کو ٹالنے کی ہر ممکن کوشش کرتے[4]۔ صلح وصفائی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ اس پر بھی دشمن نہ مانتا تو اللہ کے نام پر اٹھ کر کھڑے ہوتے، آپ ﷺ کے عہد کی کوئی لڑائی جارحانہ نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ کشور کُشائی کے لیے آپ ﷺ نے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی۔

فتح کے بعد آپ ﷺ تین دن تک اُس جگہ قیام فرماتے۔ لڑائی کے بعد پھر کبھی ایسا نہ ہوتا کہ دشمن کو پریشان کیا جاتا۔ ایک بات آپ ﷺ میں ایسی تھی کہ کسی سپہ سالار میں دیکھی نہ سُنی۔ وہ ہے خونِ انسانی کا احترام! پیغمبروں میں کسی نے

....

[1] سورۃ الحجرات آیت ۱۳

[2] مستدرک باب جہاد، عبداللہ بن ابی اوفی بخاری باب جہاد۔

[3] یہ عبادت حیاتِ جاوداں عطا کرتی ہے (بقرہ آیت ۱۵۴)۔ جہاد وہ تجارت (عبادت) ہے جو آخرت کے عذاب سے بچا لیتی ہے (سورۃ صف آیت ۱۰) مومن اور سچا وہ ہے جو جان ومال سے جہاد کرتا ہے (حجرات آیت ۱۵) جہاد سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں (ابو ہریرہؓ۔ باب فضیلت جہاد، بخاری) اللہ کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا ایک ہزار راتوں کے قیام اور ایک ہزار روزوں سے افضل (عبادت) ہے۔ (مسند احمد)

[4] سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۵۔ لڑائی کا حکم اس وقت ہے جب سمجھانے کی منزل ختم ہوجائے۔

آپ ﷺ کے برابر لڑائیاں نہیں لڑیں۔ جب اللہ کے آخری نبی نے دنیا سے پردہ فرمایا تو دس لاکھ مربع میل کے علاقے پر لا الہ الا اللہ کا پرچم لہرا رہا تھا۔ اتنی بڑی مملکت کے قیام کے لیے تلوار نے نہیں، آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے خُلقِ عظیم نے کام کیا۔ اس حقیقت کو معلوم کرنا ہو تو یہ دیکھیے کہ عہد نبوی ﷺ کی جنگوں میں کتنے لوگ کام آئے، ایک سو بیس مسلمان اور ڈیڑھ سو سے کچھ زیادہ مشرک۔ خونِ انسانی کا یہ احترام دنیا کی کسی تاریخ میں کسی دور میں نہیں ملتا۔ کس قدر سچ ہے یہ بات کہ امن کے دن ہوتے یا جنگ کا زمانہ۔ ہر حال میں آپ ﷺ دنیا کے لیے رحمت ہی رحمت تھے...... خیر مجسم!

صاحبُ التّاج والمعراج ﷺ مبلّغ بھی تھے، معلم بھی، مصلح بھی تھے، مرشد بھی۔ ہر طرح نمونہ کامل تھے۔ رزم میں بھی ایک بزم میں بھی ایک! بندوں میں سب سے اعلیٰ۔ خالق کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ ۱؎ اور آپ ﷺ ہی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ دن میں روزے رکھتے۔ روزے بھی ایسے کہ متصل ۲؎ رات کو نماز پڑھتے۔ نمازیں بھی ایسی کہ مسلسل ذکر اذکار، تسبیح و تہلیل الگ۔ عرض کیا جاتا کہ خدا نے آپ کو برگزیدہ بندہ بنا کر پیدا کیا ہے اگر آپ ﷺ حد سے زیادہ بڑھی ہوئی محنت نہ اُٹھائیں تو کیا حرج ہے۔ خود اللہ جلّ جلالہ کا فرمان ہے...... ہم نے یہ قرآن اس لیے نہیں اُتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ ۳؎ جواب میں ارشاد ہوتا ہے...... کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ کبھی اپنی صاحبزادی سے فرماتے...... خبردار فاطمہ! یہ نہ سمجھنا کہ میری بیٹی ہو، عمل سے اپنی عاقبت سنوارو۔ خود مجھ پہ کیا گزرے گی، میں کہہ نہیں سکتا!

اللہ اللہ کیا پاکیزہ تعلیم تھی۔ کتاب و حکمت کا کیسا سچا اور اچھا درس تھا۔ جبھی تو حجۃ الوداع ۴؎ کے آخری لمحوں میں کوئی سوا لاکھ بندگانِ خدا سے جو اس موقع پر حاضر تھے۔ دریافت فرمایا...... کیا میں نے اللہ کے احکامات تم تک پہنچا دیئے؟

یک زبان ہو کر سب نے اقرار کیا...... جی ہاں! یا رسول اللہ (ﷺ) ۵؎

قلب و نظر، شمس و قمر، کوہ و کمر سب گواہ تھے کہ پیمبری کا حق ادا ہوا۔ انسانی سروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا تھا کہ گواہی دے رہا تھا۔ کسی نبی کو کسی امت نے ایسا نہ چاہا جیسے آپ ﷺ چاہے گئے۔ کسی رسول نے اپنی زندگی میں اپنے ماننے والوں کی اتنی بڑی تعداد نہ دیکھی۔

جواب سن کر دانائے سُبل، ختم الرسل ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ...... مولا! سُن لے، تیرے بندے کیا کہتے ہیں؟ جب بندوں کا لفظ زبان پر آیا تو انگشتِ شہادت سے زائرین حج کی طرف اشارہ کیا۔ فضا میں ہر طرف تسبیح و تقدیس کا ہمہمہ تھا۔ دل میں درود و سلام اور لب پہ درود و سلام لیے اللہ کے نیک بندے ہادیٔ برحق کی ایک ایک بات دل سے سن رہے تھے کہ مژدہ سنایا گیا۔

''آج ہم نے دین کو مکمل کر دیا۔ اپنی نعمتیں بندوں پر تمام کیں اور اسلام کو دینِ عالمگیر بنا کر خوش ہیں۔'' ۶؎ اے سبحان اللہ! کیا مژدہ تھا۔ اسی دن کا تو صبح ازل سے انتظار تھا۔ اللہ نے قبولیت دی تو بے پناہ قرب عطا فرمایا تو دائمی۔ اے خوشا کیا مقام ہے۔ بے مثل بے نظیر......

اے شہنشاہِ رُسل ختمِ رُسل فخرِ رُسل
خو ب سے خوب اسلوب ہوا خوب ہوا
تُو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

---

۱ خُلقِ عظیم (سورۃ قلم ۔آیت ۳) بلند تر مقام (سورۃ انشراح آیت ۴) خیر کثیر (سورۃ کوثر) میری محبوب کی پیروی کرو' اگر مجھ سے محبت ہے۔(آل عمران: آیت ۳۱)

۲ صحیح مسلم ۔کتاب الصوم۔

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متصل روزے رکھنے کی اجازت نہیں دی ۔اپنے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مجھے میرا اللہ کھلاتا پلاتا رہتا ہے ۔ابوسعید خدری کی ایک روایت ہے کہ سحری سے سحری کو ملانے کی البتہ اجازت دی گئی ہے لیکن دوسرے روزے کے لیے سحری کھانا ضروری ہے ۔امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا خیال ہے کہ متصل روزوں کی ممانعت قطعی ہے۔

۳ سورۃ طٰہٰ، آیت ۲ ابتدائے اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی پھر سورۂ مزمل کی بیسویں آیت میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے' پڑھ لو' کا حکم آیا تو تہجد کی نمازیں فرض نہ رہیں۔اُن دنوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات رات بھر جاگا کرتے تھے۔اس آیت کے نزول کے بعد بھی سرکار دو عالم ﷺ کی شب بیداریاں باقی رہیں۔

۴ ذی الحجہ ۱۰ھ م فروری ۶۳۲ء تین مہینے بعد ربیع الاوّل میں آپ کا وصال ہوا۔اسی مہینے میں آپ پیدا ہوئے ۔تاریخ میں البتہ اختلاف ہے۔۹ ربیع الاوّل کی روایت حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے۔ابن شہاب زہری نے یہ روایت محمد بن جبیر بن مطعم کے حوالے سے بیان کی ہے' جو اپنے زمانے کے مشہور مورخ اور علم انساب کے بہت بڑے ماہر مانے جاتے تھے۔ابن حزم، حمیدی ،قضاعی، مسعودی، قسطلانی اور مصر کے مشہور ہیت دان محمود پاشا اسی تاریخ کو درست سمجھتے ہیں۔کیونکہ پیر کا دن ۹ تاریخ کو آتا ہے یا ۲ ربیع الاوّل کو۔۹ ربیع الاوّل کی طرف زیادہ رجحان ہے۔۱۲ ربیع الاوّل کی روایت ابن اسحاق کی ہے۔ابن خلدون نے اپنی تاریخ اور تاریخ الانبیاء میں یہی تاریخ دی ہے۔اسی دن اہل مکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت کی یاد تازہ کرتے ہیں۔برصغیر پاک وہند میں بھی اسی تاریخ کا چلن ہے۔

۵ بخاری، یہ بیان حجۃ الوداع روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

۶ سورۃ مائدہ، آیت ۳۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جس دین کی ابتدا کی تھی۔اب وہ دین تعلیمات محمدی ﷺ کے ساتھ قیامت تک کے لیے مستقل و متعین کر دیا گیا۔اب نہ کوئی کتاب نازل ہوگی، نہ کوئی پیمبر مبعوث ہوگا۔

☆......☆......☆

بیان، مجلس ذکر
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
ضبطِ تحریر شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

ایمان کی تکمیل

قابلِ احترام دوستو، بزرگو، بھائیو! اسلام نام ہے‘ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا اور ایمان نام ہے نبی پاک ﷺ کی غیب کی بتائی ہوئی باتوں پر ایمان لانا۔ دل سے یقین کرنا، جب کوئی بندہ دین میں داخل ہوتا ہے تو اسے مسلمان کہتے ہیں اور دین میں داخل ہونے کے لیے دونوں شہادتوں کا دینا کہ ’’میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ یہ شرط ہے ایمان کی۔ خلوص کے ساتھ۔ دل، دماغ اور سوچ ایک ہو‘ زبان بھی وہی کہے۔ اگر دل میں کچھ اور ہو دﷺ کچھ اور سوچے، زبان پر کچھ اور ہو یہ منافقت ہے۔ مسلمان وہ ہے‘ جس کی زبان، دل و دماغ کی صحیح ترجمانی کرے۔

مسلمان ہونے کے بعد سب سے بڑی حفاظت کی چیز ایمان ہے۔ آدمی ساری زندگی ایمان بنانے کی فکر میں رہتا ہے۔ جس آدمی کا ایمان بن گیا‘ وہ کامیاب ہو گیا اور ایمان سنوارنے کے لیے اعمال ہیں۔ اس میں سب سے بڑا کام خلوص کے ساتھ اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرنا اور آپ ﷺ کے احکامات کو بلا چون و چرا تسلیم کرنا اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو اپنے نفس کی خواہشات پر غلبہ دینا۔ جو آدمی اپنی زندگی میں اپنی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتا ہے‘ اس کا ایمان کامل نہیں۔ مسلمان تو ہے اسلام سے تو نہیں نکلا لیکن ایمان کا درجہ ﷺی ڈگری میں پہنچ گیا۔ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر ایمان لانے کا حق ادا نہیں کیا۔ حق یہ ہے کہ جہاں اس کی ذاتی خواہش ہو وہاں دیکھے کہ حضور ﷺ کا فرمان کیا ہے؟ ذاتی خواہش قربان‘ حضور ﷺ کا فرمان سر آنکھوں پر۔ یہ ہے ایمان کی علامت۔ صحابہ کرامؓ اللہ پاک کے محبوب اس لیے بن گئے کہ صحابہؓ نے نبی پاک ﷺ کے اعمال، افعال اور اقوال کو اپنی خواہشات پر ترجیح دی۔ اس قربانی کے بدلے میں اللہ پاک نے انہیں فرمایا ’’یہی لوگ متقی ہیں‘‘۔ ’’یہی لوگ کامیاب ہیں‘‘۔ ’’یہی لوگ کامران ہیں‘‘۔ ’’یہی لوگ ڈرنے والے ہیں‘‘۔ سچے ہیں، راشد ہیں، راہ دکھانے والے ہیں۔ اپنی خواہشات کی قربانی کی بدولت انہیں اللہ پاک کی طرف سے جو سندِ ایمان ملی وہ تمام کائنات میں کسی کو نہیں مل سکتی۔ لیکن ایمان تو مل سکتا ہے نا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم صرف مسلمان کہلائیں اور صاحبِ ایمان نہ ہوں۔ یہ بڑے نقصان کی بات ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ایمان کی تکمیل کے لیے بہت سی احادیث بیان فرمائی ہیں، آج برکت کے لیے دو تین حدیثیں نوٹ کر کے لایا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان پر ہی عمل کی توفیق عطا فرما دیں۔ تو میں سمجھوں گا کہ ایمان کی کہیں نہ

کہیں روشنی تو ہمارے اندر پیدا ہوگئی۔ آدمی جب کلمہ پڑھتا ہے تو اس کے دل میں ایک چراغ روشن ہوجاتا ہے۔ یہ روشنی کی طرف پہلا قدم ہے۔اب اس چراغ کو روشن رکھنے کے لیے تیل کی ضرورت ہوگی۔ اچھے اعمال کرتے رہیں گے تو چراغ روشن رہے گا، قوّت بڑھتی رہے گی۔ اگر اعمال ترک کردیں گے تو یہ چراغ ایک دن گُل ہوجائے گا۔ جیسے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب آدمی ایک گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ داغ اُس کے دل پر پڑ جاتا ہے۔ یہ ایمان کے درجہ میں کمی ہوگئی ، دوسرا گناہ کرتا ہے، دوسرا داغ بن جاتا ہے۔ توبہ نہیں کرتا، پھر گناہ کرتا ہے۔ ایمان کے درجے کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مسلمان رہتا ہے، مگر ایمان کے درجے میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ گناہ کرتے کرتے اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ مسلمان رہتا ہے، ایمان ختم ہوجاتا ہے۔ دین سے خارج نہیں ہوتا، جیسے حدیث پاک میں آتا ہے جو آدمی شراب پیتا ہے، بدکاری میں مبتلا ہوتا ہے، چوری کرتا ہے یا جھوٹ بولتا ہے یا حرام کے کسی کام میں مبتلا ہوتا ہے۔ جس وقت وہ کسی حرام کے کام میں مبتلا ہوتا ہے، اُس وقت اُس کا ایمان اُس کے اندر سے نکل جاتا ہے، جب وہ اُن اعمال سے توبہ کرتا ہے تو ایمان پھر لوٹ آتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دو جڑواں بھائی ہیں، ان میں سے جب ایک نکلتا ہے تو دوسرا خود بخود نکل جاتا ہے۔ اب کہاں سے پتہ چلے گا کہ اچھے، برے اعمال کیا ہیں؟ قرآن بتائے گا۔ نبی پاک ﷺ کی حدیث بتائے گی اچھے، برے اعمال کیا ہیں؟۔ عورتوں کا بازاروں میں پھرنا بے حیائی ہے اور آج کے دور میں یہ بے حیائی عروج پر ہے۔ اچھے اچھے گھرانے، جن کی خواتین کی آواز کسی نے نہیں سنی تھی، آج اُن کی عورتیں' چڑیلیں بن کر بازاروں میں پھرتی ہیں۔ ایمان کی ڈاکو بن کے پھرتی ہیں، لوگوں کو گناہ میں مبتلا ہونے کی دعوت دیتی پھرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! عورت جب بن سنور کے باہر نکلتی ہے، ایک تو اللہ کے فرشتے اُس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ دوسرے وہ گناہ کے ارتکاب کا سبب بنتی ہے۔ جتنی نگاہیں اُس کے وجود پر پڑیں گی سب گناہگار ہوں گی اور ان کے گناہوں کا سبب یہی چڑیل بنے گی۔ اس نے اللہ کی حد کو توڑا، نبی ﷺ کی بغاوت کی، نافرمانی کی اور اپنی عقل کو خدا کے احکامات سے بڑا قرار دیا۔ رسول پاک ﷺ کی ہر بات انوکھی ہے، ہر بات نرالی ہے، ہر بات غور کرنے کی ہے۔ جتنا غور کرتے جائیں گے اُس میں سے موتی ملتے جائیں گے۔

آپ نے فرمایا اُس آدمی کا ایمان نہیں ہے جس میں امانت کی خصلت نہیں ہے اور جس آدمی کو عہد کا پاس نہیں اس کا دین نہیں ہے۔ بدعہد آدمی دین سے خالی اور امانت کی خصلت سے قاصر آدمی' ایمان سے خالی ہے۔ جب دین ایمان رخصت ہوگیا' باقی کیا رہ گیا۔ حضور ﷺ نے نبوت سے بیشتر، ایک آدمی سے تجارت کا معاملہ کیا۔ اور اُس کے ذمہ کچھ حساب باقی تھا، وہ یہ کہہ کر چلا گیا کہ میں ابھی آتا ہوں اور بھول گیا۔ تین دن بعد اُسے خیال آیا، اوہو! میں تو اس عربی (محمد) سے ایک وعدہ کر کے آیا تھا، واپس آ کر دیکھا تو آپ وہیں تشریف فرما ہیں۔ نبی ﷺ کا کردار نبوت سے پہلے بھی اعلیٰ تھا۔ نبوت کے دوران تو سبحان اللہ! ہمارا کردار تو کلمہ پڑھنے کے بعد بڑا اونچا ہوجانا چاہیے۔ مگر افسوس! ہمارا درجہ کم ہوتا

جارہا ہے۔وہ جو کفر سے اسلام میں داخل ہورہے ہیں،وہ ہم سے قوی ہیں‘ان کا ایمان،ان کے اعمال بڑے مضبوط ہیں ،ان کے اخلاق بڑے اونچے ہیں،اس لیے کہ سارے زمانے کی ٹھوکریں کھا کر وہ دین کی طرف آئے اور اُنہیں سکون یہاں ملا ہے۔اور ہم موروثی مسلمان۔وہ ایسے ہی ہے جیسے کسی کے پاس جائیداد بغیر مشقت کے آجائے تو کوئی قدر نہیں ہوگی۔اسی لیے ہم موورثی مسلمانوں کو دین کی قدر نہیں۔اللہ کی حدود کو ہم زیادہ توڑنے والے ہیں نبی ﷺ کی سنتوں کو ہم پامال کرنے والے ہیں،دین کا مذاق ہم زیادہ اڑانے والے ہیں۔ہمارے گھروں میں دین کے خلاف بغاوت اٹھتی ہے ۔ہم موروثی مسلمان ٹھیک ہوجائیں تو انقلاب آجائے،دین غالب آجائے۔

دیکھو!اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تم اگر عمل نہیں کروگے تو میں ان کافروں میں سے اچھے مسلمان پیدا کرکے تم سے آگے لے جاؤں گا۔میں نے حجاز میں خود دیکھا،فرانسیسی،برٹش،جرمن،امریکی مسلمانوں کو،ان کے چہرے اُن کے نیک اعمال کی وجہ سے روشن تھے۔اُن کے اخلاق،اُن کی محبت،اُن کا خلوص۔وہ کہتے ہیں کہ ’’جو ہم پڑھتے ہیں اُس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟‘‘ ایمان کے بعد سب سے بہترین چیز اچھے اعمال ہیں جیسے مکان بنانے کے بعد اُسے سجاتے ہیں‘ ایسے ہی ایمان لانے کے بعد اُسے اچھے اعمال واخلاق سے مزین کرنا ضروری ہے۔ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان کے بعد جو سب سے بڑی نعمت عطا کی ہے وہ اخلاق ہیں۔نبی پاک ﷺ کے بارے میں صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ متبسم رہنے والے حضور ﷺ ہی تھے۔مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ کسی بھائی کو ملے تو چہرے سے گردوغبار اتار کر تبسم کے ساتھ ملے۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہمسائے کو ایذا نہ دے،ایک اور حدیث میں فرمایا کہ تیرا سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ تُو اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرے،ایک اور جگہ فرمایا وہ آدمی مسلمان نہیں جس کا ہمسایہ بھوکا مر رہا ہو اور وہ پیٹ بھر کر کھا رہا ہو۔آج کی گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ مومن وہ ہے کہ جب اُن پر اللہ کی آیات پڑھی جائیں تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو امانت دار ہیں اور جو بدعہد بھی نہیں۔جب آدمی بندے سے عہد توڑتا ہے تو وہ اللہ سے بھی عہد توڑتا ہے۔جب آدمی بندوں کے ساتھ خیانت سے کام لے گا تو اللہ کے احکامات میں بھی خیانت کرے گا۔خیانت بہت بری خصلت ہے،بدعہدی بہت بری خصلت ہے۔دونوں سے ایمان بھی جاتا ہے اور دین بھی چلا جاتا ہے۔اللہ ہمیں دین و ایمان،دونوں کی حفاظت کی توفیق دے۔اللہ کے لیے رسول پاک ﷺ کی ایک دعا کو یاد کرلیں۔**اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنُ عِبَادَتِکَ**. (اے اللہ!میری مدد فرما اپنے ذکر پر،اپنا شکر ادا کرنے پر،اچھی عبادت کرنے پر)۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعا کا نتیجہ عطا فرمائے آمین۔ثم آمین۔

ایم حمید اللہ جمیل ایڈووکیٹ

آیئے! اللہ کی طرف لوٹ چلیں

ایمانیات کے باب میں، محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ سب سے مقدم ہے۔ دین و مذہب کی بنیاد ہی اس پر استوار ہے کہ بندۂ مومن کے احساسات و جذبات کا محور و مرکز صرف پروردگار عالم کی ذاتِ اقدس ہو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعلق سب محبتوں اور تعلقات پر غالب و حاوی رہنا چاہیے۔ اس معاملہ میں بے اعتنائی اور تغافل ایمان و یقین کے صریح منافی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا شخصیت پرستی، نفس پرستی اور مادہ پرستی کے گرداب میں پھنس کر ہم کہیں اپنے خالقِ حقیقی سے دور تو نہیں ہو رہے؟ کیا ہم اللہ ربّ العزت کی ایسی قدر و تکریم کر رہے ہیں، جیسی کی جانی چاہیے؟ کیا تعلق باللہ کے بغیر اخروی فلاح، عزت و تکریم اور باغِ بہشت کا حصول ممکن ہے؟ فکرِ انسانی میں وہ رفعت، احساس میں وہ سکت اور شعور میں وہ سرعت کہاں جو معبودِ حقیقی کی ذاتِ اقدس تک رسائی ہو سکے۔ اس کے جمال، اس کے کمال اور اس کے جلال کے کیا کہنے۔ قرآن مجید میں ہے:

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے، وہ سب اللہ ہی کا ہے اور بے شک اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین میں ہیں، وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے، یہ سیاہی بن جائے، اس کے علاوہ سات سمندر اس میں اور شامل ہو جائیں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔'' (لقمان: ۲۷)

اللہ کی تعریف و توصیف بیان کرنے والا کس قدر عظیم ہوتا ہے اور اس سعادت سے محروم رہنے والا کتنا حقیر اور تہی مغز۔ اللہ کا حامد کتنا بلند خیال اور حقیقت شناس ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی الحق اور سب سے بڑی اور اعلیٰ حقیقت ہے جبکہ حمد سرائی سے منہ موڑنے والا کتنا پست ذہن اور گمراہ۔ اللہ کی ثناؤں میں منہمک انسان تجلیوں سے معمور راستے پر گامزن اور ایک بامراد انسان ہوتا ہے مگر دوسرا جہالت کی تاریکیوں میں بھولا بھٹکا اور نامراد۔ لاریب! اللہ تعالیٰ کو حمد سرائی اور پذیرائی کی قطعی ضرورت اور خواہش نہیں۔ اس کی ذات بے نیاز ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ پروردگارِ عالم کی عظمتوں کا اعتراف کرتا، اس کی ربوبیت کو تسلیم کرتا اور اس کی قوت و الوہیت کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اس کی عبدیت اختیار کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنے ہی لیے رشد و ہدایت اور اصلاح ڈھونڈتا اور اپنے ہی لیے جنتِ دائمی کا انتخاب کرتا ہے۔ اس کے برعکس پروردگارِ عالم کی حمد و ثنا سے مفر انسان اپنی ہی ناکامی کا راستہ چنتا، تزکیہ سے محروم ہوتا اور اذیتوں اور ندامتوں سے پُر جہنم کا انتخاب کرتا ہے۔ رب کی باتوں میں مشغول انسان کسی دوسری شے میں لطف نہیں پاتا اور رب ہی کی باتیں اس کے لیے سکون قلب، روح کی تشفی و اطمینان اور تسکین نفس کے لیے کافی ہوتی ہیں۔

امروز یہ کہ نفسا نفسی کا عالم ہے اور ہر کوئی اضطرابی کیفیت سے دوچار ہے اور دنیا ایک صحرا کی مانند محسوس ہوتی ہے کہ جہاں ہوس پرستی کی تپش، فسق و فجور کی اُڑتی ہوئی گرد اور تعصّبات کی خاردار جھاڑیوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کیوں نہ وحشت کے اس ماحول میں رب کی باتوں کے گلاب کھلائے جائیں تاکہ اضطراب و اضطرار اور فکری انتشار کا خاتمہ ہو، فرحت و سکوں کا

احساس ہو اور ریگ زار دنیا ایک حسن و شاداب گلشن کا منظر پیش کرے اور اللہ پروردگار عالم کی روح پرور اور مسحور کن خوشبو جو چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے' انسانوں کی اس دنیا میں اُن کے اذہان وقلوب میں بھی پھیل جائے۔

ذرا غور تو کیجیے! ایک انسان کو دوسرے انسان سے کوئی معمولی سا فائدہ بھی ملتا ہو تو وہ فطرتاً فائدہ پہنچانے والے کا دَم بھرتا، اُس سے اُنسیت اور وابستگی کا اظہار کرتا اور اس کی مدح سرائی میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر صد حیف کہ اللہ مسجود حقیقی اور منعم حقیقی سے ملنے والے فوائد اور انعامات کے صلے میں انسان کا طرزِ عمل اس کے برعکس ہے۔ وہ اس معاملہ میں تشکر وامتنان سے غافل رہتا ہے۔ کون ہے جو اس کھلی اور نا قابل تر دید حقیقت سے انکار کی جسارت کر سکے کہ اللہ تعالیٰ انسان پر کس قدر مہربان واقع ہوا ہے۔ کیا پروردگار کی نعمتوں، رحمتوں اور عنایتوں کا احاطہ کیا جا سکتا ہے؟ کیا اس کی عطاؤں کا شمار ممکن ہے؟ کیا اس کی مہربانیوں کے بے کراں سمندر کی وسعتوں اور اتھاہ گہرائیوں کو ناپا جا سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ انسان کی بساط میں کہاں۔ انسان چند لمحوں کے لیے غور تو کرلے کہ وہ ماں کے بطن میں کس اہتمام کے ساتھ رکھا گیا۔ اُس کی پیدائش، اُس کا بچپن، جوانی، ماں باپ، بہن بھائی، دوست احباب' سب اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیوں ہی کی شکلیں ہیں۔ انسان کی خوبصورت شخصیت' اس کے جسمانی اعضاء اور صحت وتندرستی پروردگار کے کتنے بڑے انعام ہیں اور پھر انسان کے لیے پھیلی ہوئی وسیع وعریض کائنات، فلک بوس کہسار، حسین وادیاں، چمن زار، گل ہائے رنگا رنگ، شیریں پھل، محوِ پرواز پرندے، صبح وشام کا دل کش منظر، رات کی دل فریبی، بارش کا نظارہ، دھوپ کا آرام، ہوا کے جھونکے، دریا کا بہاؤ، جھیل کی گہرائی اور سمندر کی وسعتیں، شب کا سکون اور دن کی رونقیں، ٹمٹماتے ستارے اور حسین ودرخشاں چاند، آفتابِ جہاں تاب، لہلہاتے کھیت، جانور اور مویشی سب انسان کی آسائش و آرام کے لیے پروردگارِ عالم کی تخلیقات ہیں اور یہ بلاشبہ اس کی بے پناہ رحمانیت کی نشانیاں ہیں۔ انسان کی اُخروی کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے۔ مقدس کتب نازل فرما کر بنی نوع انسان کو حق کی پہچان دی اور اس کے لیے رُشد و ہدایت کا اہتمام فرمایا۔ اس کی بے پایاں رحمت کا یہ کتنا عظیم نمونہ ہے۔ کوئی انسان اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ''اللہ تعالیٰ دن کو ہاتھ پھیلا دیتا ہے کہ کوئی رات کا گناہگار ہے جو مغفرت کا طالب ہو اور رات کو ہاتھ پھیلا دیتا ہے کہ کوئی دن کا گناہگار ہے جو مغفرت کا طلب گار ہو۔''

تو پھر پروردگار کی بے شمار عنایات اور رحمتوں کے باوجود انسان اُس سے غافل کیوں ہو؟ وہ دنیائے رنگ و بو میں گم ہو کر ربّ کائنات کو فراموش کیوں کرے؟ وہ پروردگار کے حقوق سے آگاہ کیوں نہ ہو؟ آیئے! مطیع، فرماں روا اور عبدِ منیب بن کر اللہ کی اطاعت اختیار کرلیں اور اس رحیم وکریم کی طرف لوٹ چلیں جو ہماری ابدی فلاح کی نوید کے ساتھ بے پناہ انعامات لئے ہوئے ہے۔ انسان کی حقیقی معنوں میں اللہ کی بارگاہ میں جھکنے اور اس کی بندگی کا یہ منظر دیکھنے کو چشم فلک کب سے بے تاب ہے۔ حقیقی اور سچی اطاعت اور عبدیت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ بقول اقبالؒ۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہٰ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مرسلہ: ادیب الرحمٰن

اصلی گھر......!

تیرا اصلی گھر قبر ہے‘ جو تجھے ہر روز دن میں تین مرتبہ پکارتی ہے۔ اے فرزندِ آدم! میں وحشت کا مقام ہوں ، میں تنہائی کا مقام ہوں، میں اندھیری کوٹھڑی ہوں اور دھول سے پُر ہوں، میرے اندر سانپ اور بچھو ہیں، تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا ہے، میرے اندر آ کر ہل بھی نہ سکے گا، تو میری پیٹھ پر حرام کھاتا ہے، میرے اندر آ کر تجھے کیڑے مکوڑے کھائیں گے، تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے‘ میرے اندر آ کر عذاب پائے گا، تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے‘ میرے اندر آ کر روئے گا، تو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے‘ میرے اندر آ کر غمناک ہوگا، تو میری پیٹھ پر دوستوں اور آشناؤں کے ساتھ پھرتا ہے‘ میرے اندر آ کر تنہا ہوگا، تو میری پیٹھ پر برے عمل کرتا ہے‘ میرے اندر تجھ سے برے عملوں کے بارے میں سوال ہوگا، تو میری پیٹھ پر بکواس کرتا ہے‘ میرے اندر آ کر گونگا ہوگا، تو میری پیٹھ پر اپنی دولت میں مست ہے‘ میرے اندر آ کر پشیمان ہوگا۔

اب تو جاگ! میری پیٹھ پر مہلت کو غنیمت جان۔ نیک عمل کر، قرآن پاک کی تلاوت اکثر کرتا رہ، پنجگانہ نماز اور نمازِ تہجد کو میرے لیے چراغ تیار کر کے اپنے ساتھ لا، خوف الٰہی سے روتا رہ اور کلمہ طیبہ کا ذکر اکثر کرتا رہ تا کہ منکر نکیر کے سوال و جواب میں آسانی ہو۔

تمہارا آخری سفر قریب ہے۔ دنیا تمہارا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر‘ مردوں کی فہرست میں درج کر دے گی۔ نام کی مسلیں عدالتوں میں داخل دفتر ہو جائیں گی، مسجدوں میں تمہاری وفات کا اعلان کیا جائے گا، احباب و اقربا تمہیں چند روز خوب یاد کر کے پھر ہمیشہ کے لیے بھول جائیں گے، والدین بہت روئیں گے آخر کار مایوس ہو کر بیٹھ جائیں گے، بیوی کچھ عرصہ تک سوگوار رہے گی مگر چند روز بعد حالات کی تبدیلیاں اسے تازہ مشاغل میں الجھا دیں گی، بچے بہت یاد کریں گے لیکن رفتہ رفتہ اُن کے حافظے سے تمہارا نقش محو ہو جائے گا، باد و باراں حسب دستور تمہاری قبر کی بلندیوں کو ہموار کر کے تمہارا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے، چند سال بعد تم ایک بھولے ہوئے خواب کی مانند رہ جاؤ گے اور نصف صدی گزرنے پر اس بات کا باور کرنا دشوار ہوگا کہ تم کبھی دنیا میں آئے بھی تھے۔

غور کرو دوستو! کیا تم کبھی اس آنے والے دن کا تصور کرتے ہو، کیا تم کبھی سوچتے ہو کہ آغاز کی ان دلفریبیوں کا انجام کے دن میں پہنچ کر کیا حشر ہونے والا ہے؟ اگر تم غفلت کے سمندر میں ایسے غرق ہو کہ تمہیں اپنی موت کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں آتی تو تمہاری حالت قابل رحم و افسوس ہے۔ ضرور اس غفلت سے باز آ جاؤ، اس پستی سے ابھرو، اس گرداب سے نکلو اور آنے والی گھڑی کو بالکل قریب سمجھو۔

محمد عمر فاروق

تین محبوب چیزیں

دنیا میں ہر شخص کو اپنی طبیعت اور مزاج کے مطابق پسند و ناپسند کا اختیار حاصل ہے۔ جب پسند و ناپسند کا پیمانہ مادی اشیاء پر ہی ٹھہر جائے تو پھر آدمی دنیا کی چاہت وطلب اور نہ ختم ہونے والی خواہشات کا بے دام غلام بن جاتا ہے۔ لیکن مقربان ومحبوبانِ الٰہی کا مقصودِ حیات دنیا میں رہ کر بھی اپنی مرضی ومنشاء کو دین کے تابع کر دینا ہوتا ہے اور ان کی پسندیدگی کا معیار یہ ناپائیدار دنیا نہیں تا بہ ابد قائم دین وآخرت قرار پاتا ہے۔

سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ’’محسنِ انسانیت ﷺ نے تین چیزوں کی محبوبیت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ:

’’تمہاری دنیا میں میرے قلب میں تین چیزوں کی محبت ڈال دی گئی ہے۔ایک عورت، دوسری خوشبو اور تیسری نماز۔‘‘

مولانا احمد سعید احمد دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

’’شہاب الدین قلیوبی کی نوادرات میں پڑھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے قلب میں تین چیزوں کی محبت ڈال دی گئی ہے تو مجہول کا صیغہ اس لیے استعمال کیا۔تا کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ مجھے اس میں کوئی دخل نہیں ہے بلکہ جس کے قبضہ میں قلب ہے۔اُسی نے ان چیزوں کو محبوب بنا دیا ہے۔‘‘

نبی علیہ السلام کی اپنی محبوب اشیاء مبارکہ کے متعلق فرمان سن کر وصیُ رسول ﷺ سیّدنا ابوبکر صدیق سلام اللہ علیہ نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔آپ ﷺ کی طرف دیکھنا۔آپ ﷺ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہنا اور اپنا مال آپ ﷺ کی ضروریات پر خرچ کرنا‘‘۔امام عدل وحریت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا۔ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔لوگوں کو نیک باتوں کا حکم کرنا۔ بری باتوں سے روکنا اور سچی بات کہنا، خواہ کڑوی ہی کیوں نہ لگے۔پیکرِ حلم وحیا سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نے یہ سن کر فرمایا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں مسکین کو کھانا کھلانا۔ السّلامُ علیکم کی اشاعت کرنا اور رات میں ایسے وقت نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں ۔ قضاء وشجاعت کے جوہرِ عظیم سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے دل میں بھی تین چیزوں کی محبت ہے۔کفار کے ساتھ جہاد کرنا، مہمان نوازی کرنا اور گرمی کے موسم میں روزے رکھنا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان یہ باتیں کررہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام تشریف لے آئے اور انہوں نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھ کو تین چیزیں محبوب ہیں۔ امانت کا اداء کرنا، احکام رسالت پہنچانا اور مساکین سے محبت کرنا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کو بھی تین چیزیں بہت محبوب ہیں۔ وہ زبان جو ہر وقت ذکر کرتی رہے۔ وہ قلب جو ہر حالت میں شاکر رہے اور وہ جسم جو ہر قسم کے مصائب پر صبر کرے۔

فقیہہ اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک جب یہ روایت پہنچی تو انہوں نے بھی اپنے دل کی بات کہہ ڈالی اور فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ لمبی لمبی راتوں میں علم حاصل کرنا۔ بڑائی اور فخر کی باتوں کو ترک کردینا اور ایسا دل جو دنیا کے تمام بکھیڑوں سے خالی ہو۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی مجاوری۔ آپ ﷺ کی تربت اور آپ ﷺ کے حجرے کی حاضری۔ آپ ﷺ کے اہل بیت کی عزت و تعظیم۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پتا چلا تو فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں مجبوب ہیں۔ لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا۔ تکلف کی باتوں کو ترک کردینا۔ تصوف اور احسان کے طریقے پر چلنا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال کی پیروی کرنا۔ آپ ﷺ کے روحانی انوار سے برکات حاصل کرنا۔ آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے طریقے پر چلنا۔

اس دور میں مجددِ خطابت حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور انگریز سے نفرت و بغاوت۔''

یہ تو پاکباز، پاک نہاد اور نیک سرشت انسانوں کی پسند کا معیار تھا۔ ہم اپنے آپ پر اور اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ ہماری، ہمارے حکمرانوں اور حزب اختلاف کے رہنماؤں (الا ماشاء اللہ) کی خواہشات وتمناؤں کا محور و مرکز حبِ جاہ اور حبِ دنیا کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ جس کا انجام ہلاکت و بربادی ہے۔ دولت کی اندھی ہوس رشتوں کی پہچان ختم کررہی ہے۔ جس سے ملک، بدامنی و بے سکونی کے گرداب میں پھنس چکا ہے۔ جب تک ہم جھوٹی اناؤں کے خول کو نہیں توڑیں گے اور لاحاصل خواہشات کی کثرت کے منہ زور گھوڑے کو لگام نہیں ڈالیں گے۔ ہم اطمینان وسکون، طمانیت اور امن وامان جیسی سدابہار سوغاتوں سے بہرہ ور نہیں ہوسکتے جو درحقیقت دنیا وعقبیٰ میں مؤمن کی کامیابی کی کلید ہے۔

☆......☆......☆

شمس نوید عثمانی

جنت کے خریدار!

بارگاہِ رسالت ﷺ میں'ایک جاگیر کا مقدمہ درپیش تھا۔ ربیعہ مدعی تھے اور امراء القیس رضی اللہ عنہ مدعا علیہ......قریب تھا کہ پوری جاگیر امراء القیس کی ایک قَسم کی قیمت میں ان کے ہاتھ آجائے کہ اچانک رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

''خدا کو یہ بات پسند نہیں کہ صرف مالی منفعت کے لیے اس کا نام استعمال کیا جائے۔ ایسا شخص جب اپنے خدا سے ملاقات کرے گا تو اس کو اپنے سے خفا پائے گا۔''

''لیکن اے خدا کے رسول (ﷺ)!'' امرء القیس رضی اللہ عنہ نے کہا:''اگر کوئی شخص قَسم سے بچنے کے لیے اپنے جائز حق سے دستبردار ہو جائے تو اس کا انعام کیا ہے؟''

''خدا کی جنت''......آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

ایک لمحے......ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔ ربیعہ کے چہرے سے مایوسی اور اضطراب ظاہر ہوا کہ مدعا علیہ کی ایک قَسم اس جاگیر کو اپنے قبضے میں'لیا چاہتی ہے مگر وہ نہ جانتے تھے کہ امرء القیس رضی اللہ عنہ اینٹ پتھر کی دنیا سے دور اپنے خدا کی جنت کے تصور میں گم ہو چکے ہیں......قبروں سے پَٹی ہوئی زمین حیاتِ ابدی سے جگمگاتی ہوئی جنت کے آگے ماند پڑ چکی ہے۔ ایک بندے نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ دنیا کا جائز حق حاصل کرنے کے لیے اپنے خدا کا مقدس نام استعمال کرنا گوارا نہ کرے گا۔

''میں قَسم نہیں کھاؤں گا......میں قَسم نہیں کھاؤں گا......خواہ میری یہ جاگیر میرے ہاتھ سے جاتی رہے!''

یہ ماضی کی بات تھی مگر حال کیا ہے؟......حال یہ ہے کہ ہم دنیا کے حقیر منافع حاصل کرنے کے لیے جھوٹی قسموں تک سے دریغ نہیں کرتے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں! جی ہاں ہم مسلمان ہیں!

☆......☆......☆

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اسلام...... ہمارے دیس میں

ہمارے ملک میں عیسائیوں، ہندوؤں اور کمیونسٹوں کی تہذیبی یلغار نے عجیب سا ماحول بنادیا ہے۔ مثلاً کچھ لوگ وہ ہیں جو انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کی پیداوار ہیں اور ملک کی بدبختی سے وہ پاکستان کے اقتدار پر اپنا غاصبانہ قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ یہ کبھی لیگی اور کبھی پیپلئے ہوتے ہیں۔ انتظامیہ پولیس اور فوج ان کے پس پشت ہوتی ہے۔ ان کا عالم یہ ہے کہ انہیں اذان کی آواز بھی پسند نہیں۔ یہ آواز ان کی کلنٹن پسند طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔ یہ ایسے ستم ظریف لوگ ہیں کہ ان کا باپ مر جائے تو انہیں جنازے کی دعا تک نہیں آتی ان کا کلمہ طیّبہ تک درست نہیں ہے۔ کبھی کبھار کہیں نماز کے لیے پھنس جائیں تو ان پر جان کنی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ وضو سے یہ بے خبر ہیں۔ دین کی کوئی بات بھی تو نہیں جانتے۔ ویسے بڑے طمطراق سے منہ ٹیڑھا کر کے کہیں گے ''وی آر مسلمز''! اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو پارٹ ٹائم مسلمان ہیں۔ یعنی سال کے بعد عید گاہ چلے جاتے ہیں۔ پہلی صف میں کھڑے ہو کر بایاں ہاتھ دائیں پر رکھتے ہیں پھر خیال آتا ہے کہ بچپن میں تو دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا کرتے تھے (اللہ بخشے محلے کے مولوی صاحب کو، وہ ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتے تھے، سمجھایا بھی کرتے تھے مگر اب......) دوسری تکبیر ہوئی تو پھر رکوع میں چلے گئے۔ جب دیکھا کہ ساتھ ایک باریش مسلمان کھڑا ہے۔ اس نے صرف ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہا ہے۔ تو یہ فوراً نقلچی بن گئے۔ پھر یہ فوٹو کھنچوا کے عید کا میدان بھی مار لیتے ہیں۔ یا کبھی ان کا کوئی مر کھپ جائے تو ذہنی بوجھ اتارنے اور رسم دنیا نبھانے کے لیے جنازہ گاہ بھی چلے جاتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بعضوں نے کوئی نہ کوئی پیرو مرشد ڈھونڈا ہوتا ہے تو وہ اس کو توشہ مہیا کر دیتے ہیں اور پھر نہایت متکبرانہ انداز میں کہیں گے ''مولوی صاحب! اسی وی مسلمان آں۔ دین بارے رائے رکھن دا سانوں وی حق اے'' تیسرا طبقہ وہ ہے جو بیرون ملک سے پڑھ کر آتا ہے مختلف موضوعات پر اسناد اور ڈگریاں تھامے کسی چرچل یا کسی وکٹوریہ کو گلے کا ہار بنائے پاکستان آ دھمکتا ہے۔ اسے پہلے تو پاکستان میں اُڑنے والی مٹی سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ پھر وہ ہم پاکستانیوں کے لباس خوراک اور کھانے پینے کے انداز سے پریشان ہو جاتا ہے۔ ناک بھوں چڑھاتا، سمٹ سمٹا کے ہم میں بیٹھتا ہے۔ عام لوگ تو کیا اپنے قریبی رشتہ داروں سے مل کر ہاتھ دھوتا ہے۔ اندر ہی اندر کڑھتا، سلگتا ہے۔ کسی فائیو سٹار ہوٹل کی رقاصہ کے پاس جا کے سکون حاصل کرتا ہے۔ ہم پر ترچھی نگاہ ڈال کے ہمیں بیک ورڈ، ریجڈ کہتا ہے۔ اور ''دین کی ترقی'' میں ہم لوگوں کو رکاوٹ سمجھتا ہے۔ ماتھے پر بل ڈال کے عجیب و غریب انداز سے کہتا ہے ''اجتہاد کی ضرورت ہے۔'' مگر اس ''مجتہد'' سے غسل واجب کا طریقہ پوچھ لیں تو یہ غیر ملکی اساتذہ کا جانشین...... ''غلام نکسن'' بغلیں جھانکنے لگتا ہے۔ چوتھا طبقہ وہ ہے جو

مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کا ووٹ بینک ہے۔ جسے ان دونوں نے کھلونے دے کے بہلایا ہے۔وعدوں پر ٹرخایا ہے۔ امیدوں اور وعدوں کے سہارے جیون چتا میں جلایا ہے۔ یہ طبقہ سرمایہ دار اور جاگیردار (بدبودار اور مردار) کو آج بھی اپنا وڈیرا اور سائیں سمجھتا ہے۔اس کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔اس کے وعدوں سے پُر، تقریر دل پذیر سن کے بے مزہ نہیں ہوتا۔ کہتا ہے کہ ''ساڈے کولوں وڈا تے سچا مسلمان کون اے؟'' حالت یہ ہے کہ دین کے نام پر جتنی رسمیں رواج پا گئی ہیں، یہ سب اس طبقے کی دین ہیں۔اس کے نزدیک انہی رسموں کی ادائیگی کا نام دین ہے۔ پانچواں طبقہ وہ ہے جس کو آج کل کے سیاسی گدھوں اور ثقافتی گدھوں کی بولی ٹھولی میں بنیاد پرست کہا اور لکھا جاتا ہے۔ یہ بنیاد پرست طبقہ علماء کرام (اور مولویوں) پیرانِ عظام (اور پیرانِ تسمہ پا) مریدین باصفا (اور حلقہ نشینوں یا جتھہ بندوں) پر مشتمل ہے۔ یہ حضرات قرآن، حدیث، اصولِ حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ، تفسیر، فقہ صرف ونحو، ادب لغت، معانی کے عالم ہیں۔ان میں سے اکثر وہ ہیں جو اپنی الگ تھلگ دنیا میں جیتے ہیں۔جنہیں جدید علوم کی ہوا تک نہیں لگی۔جن کا معاشرے کے چوتھے درجے سے تعلق ہے۔ یہ لوگ اعلیٰ سماجی رویوں کے لیے غیر مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔ان کو بڑا صاحب، جاگیردار اور سرمایہ دار، کمی سمجھتا ہے کیونکہ ان کے ''دینی'' انقلاب کا خوف اس پر مسلط ہے۔فغانستان میں مولوی کے کردار سے جانسنی طبقہ خوفزدہ ہے۔جبکہ لطف کی بات یہ ہے کہ مولوی خود بھی دیو بندی، بریلوی، اہل حدیث وغیرہ میں تقسیم ہے۔ بلکہ باہمی فضیحتوں کا بھیانک منظر پیش کرتا رہتا ہے۔ پھر ہر مذہبی طبقہ اپنی الگ حیثیت میں بھی بری طرح تقسیم اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔مفادات کے چکر میں پھنس کر مزید چھوٹے چھوٹے بے جان گروہوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔اس عمل میں سب سے زیادہ اذیت ناک مرحلہ کفر سازی کا ہے۔آخر ایسا کیوں ہے؟

دین تو سب کا ہے۔ ملک تو سب کا ہے۔مسلمان......خواہ بے نظیر ہو یا نواز شریف ہو۔خواہ انگلش میڈیم ہو، پارٹ ٹائم ہو، دساوری ہو، دیسی ہو، رسمی رواجی ہو یا بنیاد پرست ہو......اگر کسی غیر اسلامی، غیر الہامی نظام سے فلاح و نجات کا طالب ہے تو غارت گر دین وایمان ہے۔زیاں کار ہے۔اپنے تئیں عیار ہے لیکن خود فریبی کا شکار ہے۔

بقول اقبال:

تازہ پھر دانش حاضر نے کیا سحر قدیم
گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوب کلیم
عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم

(۲۲/اپریل ۱۹۹۶ء)

سید یونس الحسنی

جدید اسلام یا اسلام کا استہزا

شب تار میں، موج طوفان اور اہل حق کا سفینہ عجیب کیفیت ہے۔ مسافر دل گرفتہ، ہوا شدید مخالف اور کشتی کا تختہ بھی ٹوٹا ہوا ہے۔ نشانِ منزل مقصود نظر آتا ہے نہ ساحل۔ طغیانی کی ہر ہر موج قاتل ہے۔ ظلمت کی اولادیں نہنگانِ اجل سے تیز تر ہیں۔ فرزندانِ معاصی رات دن مائل بہ بیداد ہیں۔ یہ بے درد فطرت کی تحریریں مٹانے کے درپے ہیں۔ لگتا ہے اس جرنیلی پیشے سے اب اعجاز محبوبی عنقا، رعنائی حسن معدوم اور گرمیٔ عشق مفقود ہو چکے ہیں۔ کردار کی خوبی و خامی سے عدم آشنائی کا غلبہ ہے۔ نگاہیں اس قدر سطحی ہیں کہ عرصہ آفاق تک ان کی رسائی ممکن نہیں رہی۔ حتیٰ کہ علم و ادب میں وہ اخلاقیات کو بھی تلاش نہیں کر سکتیں۔ معلوم ہوتا ہے ان میں جواہر فطرت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ بالفاظ دیگر جنہیں ہم ہیرے سمجھتے رہے۔ وہ بالکل پتھر ہو کر غلط صحیح اور نیک و بد کی پہچان کھو بیٹھے ہیں۔ ان کی زبان شاید قابو میں نہیں رہی کہ رب کائنات کے غیض بے کراں کو للکارتے پھرتے ہیں۔ اس کے نازل فرمودہ دین کو خود ساختہ پیمانوں، سانچوں، زاویوں اور میزانوں سے ناپ تول کر مختلف دائروں میں تقسیم کرنے کی انتہائی بے ہودہ جسارت کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

> ''پسماندہ اسلام ملکی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، کسی نے داڑھی رکھی ہے تو بسم اللہ۔ مجھے نہ کہو کہ میں داڑھی رکھوں۔ میں داڑھی نہیں رکھنا چاہتا۔ فلمی پوسٹر، میوزک، داڑھی نہ رکھنا، خواتین کا برقعہ نہ پہننا، شلوار قمیض، پینٹ اور ایل ایف او چھوٹے معاملات ہیں۔ انہیں ایشو نہ بنائیں۔ یہ چھوٹی سوچ اور چھوٹے ذہن کی بات ہے۔ پاکستان کو بڑے چیلنج درپیش ہیں۔ ایشو یہ ہے کہ ملک میں کونسا نظام ہونا چاہیے؟ ہمیں تہذیب یافتہ اور جدید اسلام چاہیے۔ پاکستانی معاشرے میں طالبان طرز کے اسلام کی کوئی جگہ نہیں۔ ایسے اسلام سے سارے منصوبے دھرے رہ جائیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کیا یہ غیر اسلامی ملک ہے؟ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے مگر ہمیں ایسا اسلام نہیں چاہیے جو معاشرے کو پسماندہ رکھے۔ ہم ترقی پسند اسلام کے حق میں ہیں۔ فیصلہ کریں طالبان والا اسلام چاہیے یا ترقی پسند؟ ہمیں عالمی سطح پر دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے۔ علماء ہوشمندی سے کام لیں۔ قائداعظم اور علامہ اقبال کا تصور ترقی پسند پاکستان تھا، مذہبی ریاست نہیں۔ نفاذ اسلام کے لیے لوگوں کے ذہنوں اور دلوں کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ پوری قوم برداشت والا کلچر چاہتی ہے۔ اسلام میں سب کے حقوق محفوظ ہیں۔ اس کی اقدار کو سمجھیں۔''
>
> (''نوائے وقت''۔ ''اسلام'' ۱۱ رجون ۲۰۰۳ء)

مندرجہ صدر اقتباس جنرل پرویز کی اس تقریر کا ہے جو انہوں نے ۱۰ جون کو کوہاٹ ٹنل کی افتتاحی تقریب میں کی۔ اس کا عمیق نظر سے جائزہ لیجیے۔ رسول آخریں ﷺ پر نازل شدہ اللہ کے پیام آخریں کے لیے کس قدر تیر ونشتر پوشیدہ ہیں۔ اسے کس نوکیلے اور زہر آلود انداز سے ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ یوں تو پوری تقریر ہی لادینیت سے اٹی پڑی ہے۔ البتہ سطور محولہ بالا پڑھیں تو کھلے گا کہ صدر پاکستان نے اسلام کو کئی دائروں میں تقسیم کیا ہے۔ مثلاً

۱) پسماندہ اسلام

۲) تہذیب یافتہ اور مہذب اسلام

۳) ترقی پسند اسلام

۴) طالبان کا اسلام

۵) قائد اعظم اور اقبال والا اسلام

۶) جدید اسلام

داد دینا پڑتی ہے مسٹر پرویز کے وسیع مطالعے کی، جس نے انہیں اسلام کی اتنی اقسام سُجھائی ہیں۔ ورنہ ہم تو آج تک یہی پڑھتے سنتے رہے ہیں اور ہمارے اب وجد بھی بالیقیں اسی بات پر ایمان رکھتے تھے کہ اسلام کی صرف ایک ہی قسم ہے اور وہ منزل من اللہ ہے۔ حضور ختمی مرتبت ﷺ نے صرف وہی اسلام امت مرحومہ کو من وعن ودیعت فرمایا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی اسلام کو سینے سے لگا کر پوری دنیا پر چھا گئے۔ اسی اسلام پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں نے عزت و عظمت حاصل کی۔ اسی اسلام کا آج پھر ہر پیر و جواں رسیا، خواہش مند اور اس کے نفاذ کا طالب ہے۔ بالکل اسی اسلام کو قرن اوّل میں یہود و نصاریٰ کی دشمنیوں کا سامنا تھا اور آج بھی وہی اسلام ہے، جسے عالمی یہودی و نصرانی قوتیں اپنی بے اصول دشمنی کی باڑھ پر رکھے ہوئے ہیں۔ جنرل پرویز، بش و بلیئر کی ہم نوائی میں اسلام پر نعوذ باللہ پسماندہ، غیر مہذب، غیر ترقی پسند، طالبان کا اسلام کا نامعقول طعن کرتے ہوئے، قائد اعظم اور اقبال کے اسلام کی بات کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی جدید اسلام کا فلسفہ بھی پیش کرتے ہیں۔ جہاں تک علامہ محمد اقبالؒ کا معاملہ ہے ان کے افکار و نظریات ان کی تحریروں کی صورت میں موجود ہیں۔ جوامت مسلمہ کو بالعموم اور اہل پاکستان کو بالخصوص جھنجھوڑتے ہیں کہ اہل مغرب کی اندھی تقلید ترک کردو۔ ان کا تراشیدہ نظام جسے اقبال ''دیو استبداد کی نیلم پری'' کا نام دیتے ہیں، چھوڑ دو اور صرف سرورِ کائنات ﷺ کے دیئے ہوئے نظام حیات اسلام کو اپناؤ۔ فرماتے ہیں:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

جدید اسلام تو مرزائے قادیانی کا ارتدادی اور گمراہ کن فلسفہ ہے، جو یہودیت، نصرانیت، ہندومت، بدھ مت

وغیرہ کو اپنے اندر سمونے اور انہیں برداشت کرنے کا درس دیتا ہے۔ کیا جنرل پرویز اُسی کے قائل ہیں؟ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس طاغوتی نظریے میں موسیقی، خواتین کی برہنگی اور دیگر بہت سی مکروہات کو کلیتہً برداشت کرنے کی صلاحیت ہے۔ ہم اس آبرو باختہ طرزِ تفکر سے مکمل برأت کا اعلان کرتے ہیں۔ جنرل پرویز نے طیش سے بھرپور انداز میں سوال کیا: ''میں پوچھتا ہوں کیا یہ غیر اسلامی ملک ہے؟''

ہمارا جواب ہے۔ ہاں جناب! یہ بالکل غیر اسلامی ملک ہے اور اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ مثلاً آئین پاکستان میں اسلامی دفعات ہونے کے باوجود اُن پر محض اس لیے عمل نہیں ہو رہا کہ بیرون ملک نقد و جرح نہ ہو۔ کوئی اسلامی قانون یہاں عملی طور پر نافذ نہیں۔ لوگوں کے حقوق کی حفاظت نہیں، عدل نہیں، امیر، امیر ترین ہوتا جا رہا ہے، ذخیرہ اندوزی عروج پر ہے، دینی مبادیات سے سرعام استہزا کیا جاتا ہے اور کوئی پوچھتا نہیں۔ دجال قادیاں کی ارتدادی امت پر شرعی قانون لاگو نہیں۔ دیگر مدعیان نبوت کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ بدمعاشی، بدکاری و بے حیائی کا کوئی کنارہ نہیں۔ حکومت اور میڈیا اس کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے اور اسے ہنس کھیل کر برداشت کرتے ہیں۔ جنرل پرویز شاید اسی برداشت والے کلچر کی بات کرتے ہیں مگر ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی بھی صاحب حمیت ایسے معاملات میں دل کو شکیبا نہیں کر سکتا۔ جنرل صاحب اپنے ریمارکس پر اللہ اس کے رسول ﷺ اور امت مسلمہ سے معافی مانگیں یا ملک و ملت کی سربراہی سے خود ہی دست کش ہو جائیں۔ اپنا آئیڈیل حضور پرنور ﷺ کو بنائیں۔ مصطفےٰ کمال، قائداعظم اور علامہ اقبال اسلام کے آئیڈیل نہیں ہو سکتے۔ یہ صرف محمد عربی ﷺ کا اعزاز و منصب ہے جو کوئی نہیں چھین سکتا۔ اس پر ایمان کا تقاضا ہے کہ:

بہار رنگ و بو سے آدمی بیگانہ ہو جائے
محمد مصطفےٰ کے عشق میں دیوانہ ہو جائے

ماهانه مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 31 جولائی 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

خبر لیجیے دہن بگڑا

متانت، سنجیدگی، شرافت، بردباری، تحمل، رواداری......وہ انسانی اقدار ہیں، جن سے معاشرہ سنورتا ہے۔ لہجے میں شائستگی، رویے میں نکھار اور گفتگو میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔ یہ وہ انسانی اوصاف ہیں جو معاشرے کے ہر فرد میں ہونے چاہییے۔لیکن اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم اُن لوگوں میں تو ان اوصاف کا ہونا لازمی اور ضروری امر ہے، جن کے ہاتھ میں ملک کی عنان تھما دی گئی ہے۔لیکن ہماری بدنصیبی اور بدبختی کا عالم نہ پوچھیے کہ ہمارے ملک کے صاحبِ اقتدار حضرات کے اخباری بیانوں میں دن بدن شائستگی کی بجائے درشتگی، شرافت کی بجائے لچر پن، متانت کی بجائے بازاری پن، تحمل کی بجائے بے حوصلگی اور بردباری کی بجائے بے ضابطگی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ان تمام حضرات کی گوہر افشانیوں سے نہ صرف تحمل، وقار اور تمکنت کے معیار کو گزند پہنچا ہے بلکہ ان حضرات کی زبان درازی سے ہماری دینی اقدار، مذہبی شعائر، جن کا تعلق براہِ راست خدا کی آخری کتاب قرآن مبین اور فرمانِ رسول ﷺ سے ہے، غیر محفوظ ہوگئے ہیں۔ پچھے ماہ جو اخباری بیانات ہمارے وزیر اطلاعات، وزیر اعظم اور جنرل صاحب کے نام سے منسوب ہو کر اخبارات کی زینت بنے، ہماری نگاہوں میں خار بن کر چبھتے رہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ان تمام بیانوں سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہماری عقیدت کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور یہ بات ایک ایسا المیہ ہے جس پر رونے کو ہی نہیں، بلکہ صاحب اقتدار حضرات کے معیارِ شرافت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ہمارا قومی سانحہ یہی ہے کہ جب نچلی سطح کے لوگ جائز و ناجائز طریقوں کو بروئے کار لا کر اقتدار کے تخت پر براجمان ہوتے ہیں تو اپنے آپ میں نہیں رہتے۔فرعون بن کر ''لچو ماردیگرے نیست'' کے زعم میں مبتلا ہو کر بکنا شروع ہو جاتے ہیں۔تاریخ کے اوراق پر اُن کی زبان نہیں رہتی۔وہ بھول جاتے ہیں کہ ''ہر فرعون راموسیٰ'' کی مصداق ہر دور اور ہر زمانے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے انجام سے بے خبر ہو کر ایسے سرکش اور بے لگام لوگوں سے نبرد آزما ہو جاتے ہیں اور انہیں اپنے انجام تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔ایسے سر پھرے لوگوں کے سامنے ملک کی صدارت اور وزارتیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ اپنی دینی اقدار کے تحفظ کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔عمر بھر دین کے تحفظ، دین کے احیاء اور بقا کے لیے کام کرتے رہتے ہیں اور یہی کام کرتے کرتے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔قید و بند، جبر و تشدد، تعزیر و سلاسل کا سلسلہ اُن کے پائے ثبات میں جنبش تک پیدا نہیں کرتا۔ ہمارا تعلق انہی لوگوں کے ساتھ رہا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے آج بھی ہے، نہ ہم کسی کے سیاسی حریف ہیں، نہ ہی دنیاوی منفعت ہمارا مقصود۔ہمیں اپنے بیگانے سبھی جانتے ہیں کہ ہمارا تعلق خاطر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مفکر احرار چودھری افضل حقؒ، ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین، شورش کاشمیریؒ، ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ، سید عطاء المحسن بخاریؒ کے ساتھ ہے اور یہ وہ قبیلہ

سرفروشاں ہے، جن کے بارے میں مشہور نظیریؔ بہت عرصہ پہلے کہہ گئے ہیں:

گریز دار صفِ ماہر آنکہ مردِ غوغا نیست

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہ ما نیست

ہمارے جنرل صاحب یا ہمارے وزیر اعظم جناب جمالی صاحب تو شاید ان لوگوں سے واقف نہ ہوں لیکن ہمارے وزیر اطلاعات تو ان تمام حضرات کو بخوبی جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی اوائل عمری میں جبکہ وہ اتنے عقلمند نہ تھے۔ آغا شورش کاشمیریؒ کے قریب تھے۔ ان کے مضامین ہفت روزہ ''چٹان'' میں چھپتے رہے ہیں۔ انہیں شورش کاشمیری کے ساتھ مل کر تقریریں کرنے کے مواقع بھی میسر آئے ہیں اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے، جسے وہ خود بھی نہیں جھٹلا سکتے کہ آج اقتدار کے جس محل میں وہ جلوہ افروز ہو کر ذہنی طور پر مدہوش اور بدمست ہو گئے ہیں۔ اس محل کی بنیادیں مہیا کرنے میں آغا شورش کاشمیریؒ کا تعاون اُن کے شامل حال رہا ہے۔ وہ اگر یہ کہیں کہ ''ٹی وی کو برقعہ نہیں پہنا سکتے۔'' تو ہمیں اس پر افسوس بھی ہوتا ہے اور غصہ بھی، غصہ اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نئی نسل کو ٹی وی پر دکھایا جا رہا ہے، اسے اُن کی آشیر باد حاصل ہے۔ ٹی وی پر دکھائے جانے والا یہ ''کوک شاسترز'' پاکستان کی نئی نسل پر کیا رنگ جما رہا ہے؟ یہ اُن کا اس لیے ذاتی مسئلہ نہیں ہے کہ اُن کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اُن کے بچے اور اگر کہیں بھی تو ان کی مجبوری ہے کہ انہیں اپنے بچے نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا بچوں کی ذہنی تربیت سے ان کا کوئی سروکار نہیں۔ اُن کی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ وہ اپنی زبان کو اُن حدود تک ہی محدود رکھیں جو دینی اقدار کو مجروح نہیں کرتیں۔ یہ بات اُن کے حق میں بھی بہتر ہوگی اور معاشرے کے حق میں بھی انہیں فطرتاً زبان چلانے کا بڑا شوق ہے۔ اسی شوق میں انہیں جیل کی ہوا کھانا پڑی لیکن انہوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ یہ روش جس کا وہ مظاہرہ کر رہے ہیں، انہیں مہنگی پڑے گی۔ اُن کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کی قیادت اور سربراہی میں سیاست کا موجودہ سفر کر رہے ہیں۔ جس کا ملک کی سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو کسی کے اشارے پر دھونس اور دھاندلی کے ساتھ اس ملک کے اقتدار پر قابض ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے دور اقتدار میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا جا سکے۔ اگر ہمارے وزیر اطلاعات صاحب کو انہیں خوش کرنا ہے تو اُس کے اور کئی طریقے ہیں۔ دین اسلام پر حملہ آور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے موقف کے مطابق سیاسی مسلک اور سیاسی رہنما تبدیل کر لینے والے لوگ سیاست دان نہیں ہوتے، تاجر ہوتے ہیں۔ وہ سیاست نہیں کرتے، سیاست کے نام پر تجارت کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں یہ تجارت مبارک۔ ہماری درخواست تو صرف یہ ہے کہ وہ ہمارے دینی جذبات مجروح کرنے سے باز رہیں۔ ہم مجلس عمل کی طرح اُن کے سیاسی حریف نہیں ہیں کہ کسی مقام یا کسی مسئلہ پر اُن سے معذرت خواہانہ لہجے میں بات کریں گے۔ ہم ایسی سیاست پر لعنت بھیجتے ہیں کہ جس میں نہ کوئی مؤقف پیش نظر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی مشن، محض جلب زر اور نمود و نمائش کے لیے محنتِ شاقہ کی جاتی ہے تاکہ کسی نہ کسی طرح

اقتدار میں آ کر عیش وعشرت کے لیے اپنے سفلی جذبات کی پرورش کا اہتمام وانصرام کیا جا سکے۔لہٰذا وہ یہ کام کرتے ہیں۔ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔یہ سب عقل کی کرشمہ سازیاں ہیں اور ہمارا تعلق عقل سے نہیں بلکہ جنوں سے ہے۔اس لیے ہم پون صدی سے جنوں کی وادی میں یہی نعرہ مستانہ لگاتے چلے آ رہے ہیں:

پروازِ خرد کیا ہے تری پست خیالی
اے ہمت عالی ہمیں دیوانہ بنادے

بقول اقبال:

وہ پرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے اُنہیں بے سوزنِ تارِ رفو

اس لیے عقل والوں کا جنوں والوں سے الجھنا کچھ ٹھیک نہیں ہے۔جہاں تک جمالی صاحب کا معاملہ ہے' اُن کا اپنا ایک فقرہ ہی کافی ہے۔جس میں انہوں نے جنرل صاحب کو اپنا ''باس''(BOSS) کہا ہے۔وزیراعظم اپنے قول کے مطابق جنرل صاحب کے نوکر ہیں۔لہٰذا وہ پاکستان کے وزیراعظم نہیں۔اس لیے اُن سے اس ضمن میں کوئی گلہ نہیں۔جنرل صاحب کے بعد وہ ''زیرو'' ہیں ''ہیرو'' نہیں کہ اُن کی مدح سرائی میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے جائیں۔

جمالی صاحب فقط نام کے جمالی ہیں۔اُن کے اخباری بیانات کو اگر پڑھا جائے تو ان میں جمال نام کی کوئی چیز ہمیں کبھی نظر نہیں آئی' نرا جلال ہی جلال ہے۔وہ اکثر دین دار لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے رہتے ہیں کہ تم دین کے ٹھیکیدار نہیں ہو۔ہم بھی مسلمان ہیں۔ہمارا بھی دین کے ساتھ تعلق ہے۔اب اگر کوئی اُن سے پوچھے کہ تمہارا دین کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تم اس شخص پر دل وجان سے فدا ہو' جو یہ کہتا ہے کہ حجاب نچلی سوچ کی بات ہے۔حجاب کی بات' کیا قرآن پاک کی بات نہیں ہے؟ حجاب کی بات کیا حضور سرورِ کائنات ﷺ کی بات نہیں ہے۔سوچیے تو سہی کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے۔پھر کیا یہ بات درست ہے کہ '' پاکستان ایک اسلامی ملک ہے' ملائی ریاست نہیں۔'' وزیراعظم صاحب ایک غیر اسلامی ریاست کو اسلامی ریاست کہہ رہے۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اسلامی اور مسلم ریاست کے درمیان فرق کا علم تک نہیں ہے۔انہیں نہ ہی دین کا مطالعہ ہے اور ہی دینی شعور۔

جس ریاست میں' دینی اقدار، دینی شعائر کی ہر طرح سے بے حرمتی ہو رہی ہو۔اسے ہمارے وزیراعظم صاحب اسلامی ریاست کہہ رہے ہیں۔کیا اسلامی ریاست' ایسی ریاست کو کہتے ہیں جہاں جس کا جی چاہے' نماز پڑھے' جس کا جی نہ چاہے نماز نہ پڑھے۔جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی نہ چاہے روزہ نہ رکھے۔جس کا جی چاہے زکوٰۃ دے جس کا جی نہ چاہے زکوٰۃ نہ دے۔حکومت کی طرف سے کوئی مداخلت نہ ہو۔اگر ایسی ریاست اسلامی ریاست ہے تو پھر عملی میدان میں سیکرلر ریاست کسے کہتے ہیں؟ جس ریاست میں سود حلال ہو، قتل، ڈاکے، زنا بالجبر، اغوا برائے تاوان کی وارداتیں روزمرہ کا معمول

بن گئی ہوں اسے اسلامی ریاست کہا جاسکتا ہے؟ جہاں لوگ بھوک اور معاشی تکلفرات کی وجہ سے خودکشی پر مجبور ہوجائیں' اسے اسلامی ریاست کہنا جسارت نہیں تو اور کیا ہے؟ جہاں امراء اور رؤساء حکومت کے تخت پر براجمان ہوں اور غربا، مساکین گلیوں میں دھکے کھاتے پھرتے ہوں۔ اُن کا کوئی پرسان حال نہ ہو۔ جہاں خوبصورت عورت کی تصویر کے بغیر پان والے کے پان نہ بکتے ہوں اور اخبار والے کا اخبار...... اسے کس لحاظ سے اسلامی ریاست کہا جاسکتا ہے؟ جہاں عورتوں کو آزادیٔ نسواں کے نام پر گمراہ کر کے انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے ''ایکسپلائٹ'' کیا جائے۔ جہاں ارتداد کا مسئلہ کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔ عیسائی' مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہوں اور مرزائی' مسلمانوں کو مرزائی بنا رہے ہوں' اسے اسلامی ریاست کہنا وزیراعظم کی جسارت نہیں تو اور کیا ہے؟ جہاں رشوت کے بغیر کوئی کام سرے نہ چڑھتا ہو اور رشوت دے کر ہر ناجائز کام سرعام ہو رہا ہو۔ جہاں پر نوکریاں بکتی ہوں، جہاں عدالتی انصاف نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ جہاں اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی زندگی میں نہ کوئی اصول ہو، نہ قاعدہ، نہ ضابطے کا کوئی تصور موجود ہو۔ جہاں دستور نام کی کوئی چیز موجود ہی نہ ہو' جہاں فردِ واحد اپنی طاقت کے بل بوتے پر جو چاہے کر گزرتا ہو۔ جہاں نیک آدمی کی کہیں حوصلہ افزائی نہ ہوتی ہو اور برے آدمی کی حوصلہ شکنی نہ ہو' اُسے اسلامی ریاست کہتے ہیں؟

پاکستان سرتاپا ایک غیر اسلامی ریاست ہے' جسے ہم ان شاءاللہ اسلامی ریاست بنا کر رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس پروگرام سے نہیں روک سکتی۔ پاکستان' دنیا میں واحد ملک ہے جسے خدا اور رسول ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ ملت اسلامیہ سے جو وعدہ مسلم لیگ نے قیام پاکستان سے پہلے کیا تھا' اُسے پورا کرنے کے لیے ہم تمہیں مجبور کر دیں گے۔ پاک و ہند کے مسلمانوں نے نہ ہی تو قائداعظم کو ووٹ دیئے تھے' نہ ہی مسلم لیگ کو بلکہ انہوں نے صرف اور صرف دین اسلام کو ووٹ دیئے تھے۔ اگر وزیراعظم صاحب کو فرصت ملے تو تاریخ کا مطالعہ کر لیں۔ نہیں تو ہم اُن کے گوش گزار کر دیتے ہیں۔ ۳۷۔۱۹۳۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ اور قائداعظم کو پورے ہندوستان کی مسلم نشستیں جو ۴۹۸ بنتی تھیں صرف ۱۲۸ نشستیں ملی تھیں۔ باقی ساری مسلم نشستیں دوسری جماعتوں کے امیدوار یا پھر آزاد مسلم امیدوار جیت گئے تھے۔ اس کے برعکس جب مسلم لیگ نے ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ'' کا نعرہ لگایا۔ مسلمانوں کو جب یہ باور کرایا گیا کہ پاکستان کے اندر خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کے دور کے نظارے آپ دیکھیں گے۔ عدل و انصاف کے اسلامی معیار کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ غریب اور امیر کے درمیان فرق ختم ہو جائے تو ۱۹۴۶ء کے انتخاب میں مسلم لیگ نے ۴۹۸ مسلم نشستوں میں سے ۴۲۸ نشستیں جیت لیں اور مرکز کی تیس کی تیس نشستیں مسلم لیگ کو مل گئیں۔

وزیراعظم صاحب! اگر آپ قائداعظم گروپ مسلم لیگ کے واقعی وزیراعظم ہیں تو بتایئے آپ پاکستان کے اندر اسلام نافذ کرنے کے وعدے کے پابند ہیں کہ نہیں؟ اگر آپ ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تو پھر آپ کو اس ملک پر حکومت کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟

جنرل (ر) حمید گل

کیمپ ڈیوڈ کے سائے

ملت اسلامیہ کو ایک اور کیمپ ڈیوڈ کا سامنا ہے اور اس بار ملت کے سب سے طاقتور ملک کو' لیکن اس حالت میں کہ قیادت امریکی ناراضگی کے امکان سے خوفزدہ ہے۔ تمام اختیارات فردِ واحد کے ہاتھ میں ہیں، ملک کی اجتماعی دانش کے سامنے نشانِ منزل مفقود اور سیاسی وحدت پارہ پارہ ہے۔ ان حالات میں قوم کا ہر ذی شعور فرد اندیشہ ہائے دور دراز کا شکار ہو جائے تو کوئی تعجب نہیں۔ لیکن قائد مصر ہے کہ وہ تن تنہا کیمپ ڈیوڈ کے طوفانِ بلاخیز سے نمٹ سکتا ہے...... قوم سے کٹ کر...... اس کے شب بیداروں کی دعاؤں سے محروم ہو کر...... سنجیدہ، ٹھوس اور بے باک مشاورت کے بغیر۔ یاد رہے کہ تنخواہ دار مشاورت ایسے اوصاف کی حامل نہیں ہوا کرتی۔ ہر چند کہ ان اداروں میں کسی نہ کسی طور پر مشاورت کا انتظام بھی موجود رہتا ہے۔

بلاشبہ فردِ واحد نے آگرہ میں کمال استقامت کا مظاہرہ کیا تھا اور اس کے لیے قوم سے داد بھی پائی تھی۔ لیکن وہ گیارہ ستمبر سے پہلے کی بات اور کیمپ ڈیوڈ بھارت میں نہیں' امریکہ میں واقع ہے۔ یہاں تو ''معاملہ سخت اور جان عزیز'' کا مرحلہ درپیش ہے۔ کیمپ ڈیوڈ کی داستان بھی تو بڑی دلخراش ہے۔ انوار السادات جان اور ایمان دونوں سے گئے' لیکن جمال عبدالناصر کا عظیم مصر ابھی تک سنبھل نہیں سکا۔ یاسر عرفات حالتِ نزع میں ہیں اور ٹونی بلیئر برطانوی قوم کے لیے شرمندگی کا اتنا سامان جمع کر چکے ہیں کہ دھونے میں صدیاں لگ جائیں گی۔

یہ زمانہ تو امریکن روڈ میپ کا ہے' جس کا دیا ہوا ہر روڈ میپ تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ پاکستان کے لیے تو روڈ میپ ابھی تک منظرِ عام پر نہیں آیا' لیکن اس کی موجودگی کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ خفیہ سفارت کاری عرصہ سے جاری ہے۔ جس کے پردے میں کمزور قوموں کے خلاف جرائم ہی پروان چڑھا کرتے ہیں۔ ہم کمزور قوم ہرگز نہیں' لیکن ضروری نہیں کہ کمزوری اسباب میں ہو۔ اصلاً کمزوری اعصاب میں ہوا کرتی ہے...... لیڈروں کے اعصاب میں نہ جانے ہمارا روڈ میپ کن راہوں سے گزار کر ہمیں کہاں تک لے جائے گا۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ یہ تخلیق پاکستان کے خوابوں، آرزوؤں اور قوم کی خواہشات کا عکاس نہیں ہوگا۔ کچھ رنگ تو اس روڈ میپ میں پہلے ہی بھرے جا چکے ہیں۔

☆ افغانستان میں بھارتی اور اسرائیلی انٹیلی جنس کے ڈیرے پڑ چکے ہیں۔ کوئٹہ کی واردات کو اس پس منظر میں دیکھنے کی کافی گنجائش موجود ہے۔

☆ کشمیر پر ہمارے دیرینہ مؤقف میں قابل ذکر تبدیلی آ چکی ہے اور ابھی بات چیت شروع بھی نہیں ہوئی

☆ جہاد اور دہشت گردی کے جس فرق پر ہم شدت سے اصرار کیا کرتے تھے' اس سے تائب ہو چکے ہیں۔

☆ لائن آف کنٹرول کے تقدس (امریکن اصطلاح) کو ہم نے دل و جان سے تسلیم کر لیا ہے۔

☆ اسلام کی روشن خیال مغربی تشریح پر ہماری آمادگی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیمپ ڈیوڈ میں ہم سے اور کیا تقاضے ہوں گے؟ کیونکہ ہر بار ان کا ایک ہی جملہ سامنے آتا ہے ''آپ کو مزید کچھ کرنا ہے'' (You have to do more) اس more سے ان کی کیا مراد ہے؟ کیا عراق میں امن قائم کرنے کے لیے فوجی دستوں کی فراہمی، ایران کے خلاف امریکی پلان میں افغانستان کی طرز پر معاونت؟ نفاذ شریعت کو روکنے کا عہد؟ یا اور کچھ بھی......اور یہی تو اصل تقاضا ہے' سب تقاضوں کی ماں یعنی جوہری صلاحیت کی نگرانی؟ کنڈولیزا رائس نے حال ہی میں فرمایا ہے ''ہم ہر اس طاقت کو کچل دیں گے' جو اسرائیل کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔''

کیا ہم کیمپ ڈیوڈ سے کچھ وصول کر سکتے ہیں؟ بظاہر اس کا امکان قوی ہے۔ ہماری گرانقدر خدمات اپنی جگہ لیکن وہ تو قصہ پارینہ ہو چکیں۔ یاد کریں گیارہ ستمبر کے فوراً بعد جنرل محمود کو رچرڈ آرمیٹج نے کہا تھا ''ماضی کو بھلا دو' تاریخ آج سے شروع ہو رہی ہے۔'' 1.8 ارب کے قرضوں کی معافی تو ہو جائے گی' لیکن پاکستان کے دس ارب ڈالر کا اقتصادی نقصان' جو سنٹرل کمانڈ نے خود تسلیم کیا ہے' اس کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائے گا۔ پاکستان کا تو اور بھی بہت نقصان ہوا' جس کا معاوضہ بھلا کون دے سکتا ہے۔ کچھ فاضل پرزے اور کچھ روایتی ہتھیار البتہ ضرور مل جائیں گے' لیکن اس قدر نہیں کہ امریکہ کے سٹرٹیجک پارٹنر بھارت سے کسی طرح کی مسابقت ہو سکے۔

لیکن اصل سوال یہ ہے کہ ''کچھ مزید'' (do more) کی گردان پر اگر مزاحمت دکھائی گئی اور ایسا بالکل ممکن ہے تو معاملات کو کیسے سنبھالا جائے گا؟ اس کا ایک حل ہے' جائز اور جمہوری حل' جسے امریکن بخوبی سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ منتخب پارلیمنٹ موجود ہے' جو گیارہ ستمبر کو نہیں تھی۔ جس کے سامنے تمام معاملات رکھے جاسکتے ہیں۔ عراق کے خلاف جنگ میں ترکی نے یہی طریقہ اختیار کیا اور نقصان کے بغیر سرخرو ہو گیا۔ لیکن کیمپ ڈیوڈ میں سوال اٹھایا جائے گا کہ آپ کی پارلیمنٹ کی حیثیت آپ سے بالاتر تو نہیں۔ لہٰذا یہ جواز نا قابل قبول ہے۔ ایسی صورت میں ایک متبادل غور طلب ہے:

☆ اوّل تو جرأت اور استقامت کا مظاہرہ کیا جائے اور اگر دباؤ برداشت نہ ہو سکے تو معاہدوں کی توثیق کا موجودہ طریق بدل دیا جائے' یعنی توثیق کے لیے منتخب پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت ضروری قرار دی جائے اور اس کے لیے کم از کم تین سال کی میعاد مقرر کی جائے۔ فی الحال ہمارا معاہدوں کی توثیق کا طریقہ بہت ناقص ہے۔ حکومت وقت معاہدے کرتی ہے اور وہی توثیق بھی۔ جیسا کہ کیمیاوی ہتھیاروں کے کنٹرول (سی ڈبلیوسی) اور تجارتی معاہدوں (ڈبلیو ٹی او) کے ضمن میں ہوا۔ نواز شریف حکومت کے پہلے دور میں سرکاری افسروں نے چپکے سے سی ڈبلیوسی پر دستخط کیے اور دوسرے دور میں جاوید ہاشمی نے توثیق کے کاغذات پر مہر ثبت کر دی۔ دونوں وقت پارلیمنٹ موجود تھی لیکن معاہدے پر بحث تو درکنار کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی۔ رہا قومی مفادات کا معاملہ' تو سب کو یاد ہو گا کہ موجود اور نواز شریف حکومت کس شد و مد سے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کو قومی مفاد کے لیے ضروری قرار دیتی تھی لیکن امریکہ کا دباؤ ہٹا تو قومی مفاد بھی بدل گیا۔

میری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ کیمپ ڈیوڈ کی ملاقات سے پہلے جہاں پیش بندی کے دوسرے اقدامات ضروری ہیں' وہاں توثیق کے طریقہ کو بدلنا بھی اہم ہے' چاہے اس کے لیے ایک آرڈی نینس ہی جاری کیوں نہ کرنا پڑے۔

محمد سہیل رحمان

آپ کون سا اسلام لانا چاہتے ہیں؟

گزشتہ روز لاہور کی ایک تقریب میں جنرل پرویز مشرف کے یہ الفاظ گونجے:

''میں پاکستان کو ''ترقی پسند'' اور متحرک دیکھنا چاہتا ہوں نہ کہ ایک ایسی ریاست جہاں طالبان طرز کے قوانین مسلط کیے گئے ہوں۔ کیا ہمیں طالبان زدہ پاکستان کی ضرورت ہے؟ کیا ہمیں طالبان کے اسلام کی ضرورت ہے؟ ہمیں ایک ترقی پسند اور متحرک پاکستان چاہیے''۔

جنرل صاحب کی طالبان سے نفرت یا دشمنی کچھ اتنی پرانی نہیں، یہ تو کچھ عرصہ قبل وجود میں آئی جب ۱۱ر ستمبر کا واقعہ پیش آیا، ایک فون کال آئی اور ساری دوستی ہمسائیگی اور تاریخی تعلقات شدید نفرت اور دشمنی میں بدل گئے۔ جب عظیم طاقت کے فرماں روا بش نے طالبان کو نہ صرف قابل نفرت بلکہ قابلِ قتل بھی قرار دے دیا تو مسلم بادشاہوں نے اپنے امام کے فتوے پر یکدم طالبان حکومت سے ناطہ توڑا، اس سے تعلق کو حرام قرار دیا اور اپنے اپنے سفارت خانے بند کر کے اتباع کا حق ادا کیا۔ پھر ہمارے بادشاہوں نے ''عظیم فرماں روا'' بش کی فوجی مدد کی۔ اسی بش کے حکم پر ہمارے بادشاہ نے اپنے کشمیری بھائیوں کی اخلاقی، سفارتی اور سیاسی امداد بھی بند کر دی، جہاد دہشت گردی قرار دیا۔ پھر بش کی فوج کو ہم نے سہولتیں دیں تاکہ وہ طالبان کو قتل کر کے دنیا سے ''دہشت گردی'' کا خاتمہ کر دیں۔ نہ صرف انہیں قتل کریں بلکہ ان کے بچوں کو اور نیلے رنگ کے برقعے میں نظر آنے والی ہر عورت کو بھی۔

جب امریکہ نے لادین ملک روس کو تباہ کرنا تھا تو اس نے ہمارے اوپر ایسا جرنیل مسلط کیا تھا جو ہر جگہ اپنے ساتھ ایک قاری اور ایک نعت خواں پھراتا تھا اور اپنے اسلام کا ڈھنڈورا پیٹتا تھا۔ اس وقت کے بنیاد پرست عیسائی صدر ریگن نے اس کی تعریف و توصیف کے پل باندھے کہ ''یہ بہت مذہبی ہے''۔ روس نے شکست کھائی۔ لاکھوں افراد کی قربانی کے بعد افغانستان میں اسلامی حکومت بن گئی، یہ حکومت چاہے جیسی بھی تھی، اس میں بھوک افلاس اور امریکی پابندیوں کے باوجود جرائم نہ ہونے کے برابر تھے اور ایسا امن تھا کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ یہ امن امریکہ کو ایک آنکھ نہ بھایا۔ ایک اور دور آ گیا اور اس وقت امریکی بنیاد پرست عیسائی صدر بش، پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف کو پاکستان میں اپنی واحد امید قرار دے رہا ہے۔ جو مذہبی نہیں ہے بلکہ معتدل اور ''ترقی پسند'' ہے۔

سرحد کے لوگ افغانستان کے قریب ترین ہیں اور نسلاً ذرا زیادہ غیرت مند، پُرجوش اور دلیر بھی۔ جب ان کے سروں کے اوپر سے امریکی ہوائی جہاز گزر کر افغانستان میں قتل عام کر رہے تھے تو ان کا دُکھ خدا ہی جانتا تھا۔ امریکہ کی دشمنی

اسلام سے تھی لہذا پٹھان نے اسلامی جماعتوں کو الیکشن میں جتوایا اور حکومت بنوا ڈالی جس کا درمان نہ تو امریکہ کے پاس تھا نہ اس کے کسی چیلے کے پاس۔

شریعت بل پاس ہوا تو پہلی ٹیس وزیر داخلہ کی اٹھی اور فرمایا کہ ''وہ طالبان کا نظام نہیں آنے دیں گے''۔ اس کے بعد شیخ رشید بھی چیخے اور آخر جنرل پرویز مشرف سے بھی نہ رہا گیا دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ اگر کسی میں اسلام کو گالی دینے کی جرأت نہ ہو تو وہ مولوی کو گالی دیتا ہے۔ نیا فیشن جو امریکہ کا عطا کردہ ہے' یہ ہے کہ اگر اسلام کو گالی دینا خطرناک ہو تو طالبان کو گالی دے دو۔

جنرل صاحب! شریعت، رب کائنات نے بنائی ہے طالبان نے نہیں۔ اسلام محمد ﷺ کا لایا ہوا دین ہے' طالبان کا نہیں۔ یہی شریعت تھی' جس کی وجہ سے افغانستان میں امن قائم ہوا تھا۔ اب لگالے کوئی اپنا زور' ساری دنیا کی امن فوج مل کر بھی افغانستان میں امن نہیں لاسکتی۔ یہی وہ شریعت ہے کہ جس نے خلافت راشدہ کے دوران دنیا میں امن اور خوشحالی کی وہ مثال قائم کی جو انسانی تاریخ میں ناپید ہے' جس مغرب کی آپ اندھی تقلید کرتے ہیں' اس کا ایک مشہور مصنف H.G.Wells لکھتا ہے کہ ''اسلام سے اختلاف اپنی جگہ لیکن محمد ﷺ نے جو چار ستارے (خلفائے راشدین) پیدا کئے ان کی مثال نہیں ملتی''۔

چلیں جنرل صاحب! ہم آپ کی مان لیتے ہیں۔ ہم طالبان کا نظام نہیں لاتے۔ ہمیں آپ اسلام اور شریعت لا دیں' وہی شریعت جو قرآن اور سنت میں ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ویسے تو بقول آپ کے بے نظیر پاکستان کے لیے سیکورٹی رسک ہے لیکن زبان آپ اسی کی بول رہے ہیں، اس لیے ہمیں شک ہوتا ہے کہ الفاظ کا منبع ایک ہی ہے۔

جنرل صاحب!

شریعت سے اختلاف سے پہلے آپ شریعت کا مطالعہ بھی کرلیں۔ کیونکہ یہ بل ان لوگوں نے بنایا ہے جنہیں عوام نے خود آگے کیا ہے اور یہ لوگ گھاس نہیں کھاتے بلکہ علمائے دین ہیں۔ آپ یقیناً بہت قابل ہوں گے، آپ ایک اچھے سپاہی بھی ہوں گے اور ایک زیرک جرنیل بھی لیکن آپ ایک عالم دین نہیں ہیں۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

سید یونس الحسنی

تقسیم کشمیر اور تشکیل ''مرزائیل'' کی سازش

پاکستان اور بھارت تین جنگیں لڑ چکے۔ مذاکرات، پھر مذاکرات، بعد ازاں اعلیٰ سطح کے مذاکرات، نتیجتاً شملہ معاہدہ منصہ شہود پر آیا مگر پرنالہ وہیں رہا۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے ہمہ قسم اسلحہ کے انباروں میں اضافے کی دوڑ تاحال جاری ہے۔ مسئلہ کشمیر جوں کا توں ہے۔ ایک کے بعد دوسری نسل اور اب تیسری نسل عالم شباب میں ہے۔ اسے سوچ و فکر کے نئے زاویے ودیعت ہوئے ہیں۔ وہ متفکر ہیں کہ اقوام متحدہ مظلوموں کی دادرسی کرنے یا اُسے جائز حق دلانے میں گوناگوں مصالح کا شکار ہے۔ ہندوستان اس صورت حال میں مختلف کروٹیں بدل کر نہایت ڈھٹائی سے ایک ہی راگ الاپتا چلا جا رہا ہے۔ صرف اتنا سا فرق پڑا ہے کہ ''کلاسیکل راگ'' کی جگہ ''پاپ سانگ'' نے لے لی ہے۔ اپنے ہاں صورت حال حد درجہ تشویشناک ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی ہانکتا اور اپنے اندرونی بیرونی سرپرستوں کا دیا ہوا سبق بہ آواز بلند پڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ادھر بھارتی قابض فوج اور مجاہدین حریت باہم برسرپیکار ہیں۔ پے در پے شہادتوں کا تسلسل قائم ہے مگر الجہاد الجہاد کا نعرہ رستاخیز بھی پوری آب و تاب سے بلند ہو رہا ہے۔ حریت پسندوں کی ان کیفیات کے زیر اثر بیرونی طاقتوں نے ایک بار پھر پاک بھارت مذاکرات کا ڈول ڈالا ہے۔ ساتھ ہی یہ روح فرسا خبر بھی سننے پڑھنے کو ملی کہ امریکن سی آئی اے نے پاکستان اور بھارت کے لیے ایسے نقشے جاری کیے ہیں، جن کے مطابق تقسیم کشمیر کا فارمولا اختیار کر کے اس مسئلے کو حتمی شکل دی جائے گی۔ وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات کے محیر العقول بیان سے اس منصوبے کی جزوی تائید ہوتی ہے۔ اس معاملہ میں خطرے کی ایک گھنٹی ہم نے بڑے زور شور سے بجتی دیکھی اور سنی ہے۔ قادیانی مربی اور حکومتی اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران و ملازمین اس منصوبے کی تائید مزید کے لیے لوگوں میں پراپیگنڈہ مہم پوری قوت اور انتہائی نظم و ضبط سے چلا رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ''ہمارے حضرت'' کی پیش گوئی پوری ہونے کو ہے۔ کشمیر تین حصوں میں بٹ رہا ہے۔ ایک انڈیا کو دوسرا پاکستان کو ملے گا جبکہ تیسرا یعنی سنٹرل کشمیر ہماری خود مختار قادیانی سٹیٹ ہوگی، جس میں امریکہ اپنے فوجی بیس قائم کرے گا اور ہماری مدد بھی۔ اسی عظیم خطرے کی بو سونگھتے ہوئے ''پاسبان ختم نبوت پاکستان'' نے گزشتہ دنوں لاہور میں، ستائیس دینی و سیاسی جماعتوں کے اکابر کو اکٹھا کیا تاکہ مل کر ایک متفقہ موقف اپنایا جا سکے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ آزاد کشمیر و پاکستان سے آئے ہوئے رہنماؤں نے امریکی ثالثی اور جناب فارمولے کو بالاتفاق مسترد کرتے ہوئے تقسیم کشمیر کو دراصل علاقے میں ''مرزائیل'' بنانے کی گھناؤنی سازش قرار دیا اور حکومت پاکستان کو یاد دلایا کہ مسئلہ کشمیر قادیانی غداروں کا پیدا کردہ ہے۔ تقسیم ہند کے وقت سر ظفر اللہ قادیانی نے باؤنڈری کمیشن سے ساز باز کر کے پاکستان کو ضلع گورداسپور کے ساتھ ساتھ کشمیر کے واحد زمینی راستے سے بھی محروم کر دیا، جس کی وجہ سے مسئلہ کشمیر آج دن تک لٹکا ہوا ہے۔ اس طبقہ ضالہ نے مذہب کی آڑ میں ہمیشہ وہ کھیل کھیلا ہے جو صیہونی و نصرانی

حکومتوں کے مفاد میں ہو جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''شہادۃ القرآن'' میں لکھا ہے:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں' یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں اور دوسری اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

سری نگر میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی قبر کا شوشہ اپنے باطل عقیدے کو سچ ثابت کرنے کے لیے چھوڑا گیا تاکہ مستقبل میں اسی خودتراشیدہ نظریے کے تحت سرزمین کشمیر پر اپنا تسلط قائم کیا جا سکے۔ آج بھی تمام مرزائی بیوروکریٹس اور مرزائی جرنیل کرنیل تحفظ پاکستان کی بجائے مرزائی ریاست کے قیام میں زیادہ دلچسپی لیتے، خفیہ میٹنگیں کرتے اور ہر ایسے معاملے میں شریک کار رہتے ہیں' جس کا مقصد بدیشی حکمرانوں کے ایماء پر ''مرزائیل'' یا ''عجمی اسرائیل'' قائم کرنا ہو۔

یادش بخیر! ۱۹۳۱ء میں کشمیر میں قرآن کریم کی شدید توہین کی گئی، خطبۂ عید پر پابندی لگا دی گئی، احتجاجی جلسے سے ولولہ انگیز خطاب پر ایک انگریز افسر کے خانساماں عبدالقدیر کو گرفتار کر لیا گیا، جموں و کشمیر میں حقوق مسلم کی بحالی کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں پر بے دریغ فائرنگ کر کے کئی فرزندان اسلام کو شہید کر دیا گیا۔ یہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کا واقعہ ہے۔ ان دگرگوں حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود اچانک میدان میں آوارد ہوئے۔ بعض سرکار پرست گھامڑوں کو ساتھ ملا کر نام نہاد کشمیر کمیٹی کی نیو اٹھائی۔ خود ہی اس کے صدر بن بیٹھے اور عبدالرحیم درد قادیانی کو جنرل سیکرٹری مقرر کر دیا۔ پھر اس فورم سے ریاست جموں و کشمیر میں تیز رفتاری سے مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی گئی۔ علامہ محمد اقبالؒ نے ایسی اطلاعات ملنے پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ ایسے میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکر احرار چودھری افضل حق اور مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ علیہم' حضرت علامہ سے ملے اور حقیقتِ احوال واقعی کہہ سنائی۔ اس سے اگلے روز برکت علی ہال میں کشمیر کمیٹی کا اجلاس طلب کیا گیا۔ علامہ مرحوم نے دیگر اراکین پر اثر و رسوخ استعمال کر کے مرزا بشیر قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے الگ کر دیا اور خود صدارتی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ ۳/ اگست ۱۹۳۱ء کو تحریک کی تمام تر ذمہ داریاں مجلس احرار اسلام کے سپرد کر کے بڑے اطمینان سے اپنے لازمی امور کی انجام دہی میں منہمک ہو گئے۔ احرار رہنماؤں اور کارکنوں نے اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کے حقوق کے لیے بھرپور تحریک چلائی اور مرزائیوں کے خواب چکنا چور ہو گئے۔ اس کے بعد آج تک قادیانی بزرجمہر تمام اعدائے افرنگ کے خلاف بالعموم اور احرار کے خلاف بالخصوص اپنے خبثِ باطن کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ حکومتوں میں رسوخ پیدا کر کے مقتدرین کو احرار اکابر اور رضا کاروں سے بدظن کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ یہ گروہ غارت گر اں اپنے آقاؤں' امریکہ، برطانیہ سے مل کر اب پھر ایک خطرناک بازی کھیل رہا ہے۔ تقسیم کشمیر کے حوالے سے تباہ کن منصوبہ بندیوں میں ان کی توانائیاں شامل ہیں۔ لگتا ہے جنرل پرویز امریکی دورے پر جائیں گے تو اُن سے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ کے انداز میں ایک دستاویز پر دستخط کرنے کو کہا جائے گا' جس کے مطابق:

۱) پاکستان اور بھارت مذاکرات کر کے تقسیم کشمیر کے مجوزہ گمراہ کن منصوبے کی منظوری دیں گے' جس کے تحت سنٹرل کشمیر کو بظاہر

قادیانی سٹیٹ (مرزائیل) بنایا جائے گا جبکہ وہاں امریکی فوجی بیس بھی ہوگا۔
۲) کچھ تخریب وتحریص کے ساتھ اسرائیل تسلیم کرنے کی بات کی جائے گی۔
۳) جنرل پرویز سے کہا جائے گا کہ وہ ایک بڑا فوجی دستہ عراق بھیجیں تا کہ امریکہ کی عملاً معاونت ہو سکے۔
۴) ایرانی حکومت تبدیل کرانے کے لیے افغان جنگ کی طرز پر تعاون کے لیے زور دیا جائے گا۔
۵) میزائل تجربات ختم کرنے کا کہا جائے گا۔
۶) ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے لیے کسی معاہدے پر دستخط کرائے جائیں گے اور اُسے عالمی انسپکٹرز کے معائنہ کے لیے کھول دیا جائے گا۔
۷) سرحد حکومت برطرف کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔
۸) کشمیر میں جہاد کو ''دہشت گردی'' قرار دے کر اسے فی الفور روکنے کا حکم دیا جائے گا۔

لوگ کہتے ہیں، کوئی وزیر اعظم آج تک کہوٹہ لیبارٹری میں قدم نہیں رکھ سکا مگر ایک مشکوک وزیر شوکت عزیز وہاں کس کے ایماء پر گیا۔شاید یہ کوئی غیر اعلانیہ اسلحہ انسپکٹر ہے۔کیا یہ سیکورٹی رسک نہیں؟ اس کے ڈانڈے کہاں کہاں اور کس کس سے ملتے ہیں۔سوچ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر وطن عزیز کے غیر ذمہ دار و بے اختیار وزیر اعظم الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق پوچھتے ہیں کہ شوکت کے دورہ کہوٹہ کی اپوزیشن کو کیا تکلیف ہے؟ جناب والا! صرف اپوزیشن ہی نہیں پوری پاکستانی قوم کو شدید تشویش اور تکلیف ہے۔قومی خون سے بنائے گئے حساس اثاثے، کسی مشتبہ اور قادیانیوں کے ہمنوا یا قادیانی گھس بیٹھیے کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑے جا سکتے۔اس دور حکومت میں کئی کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کی تعیناتی ملک میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے کے منصوبوں کا حصہ محسوس ہوتا ہے۔آج وطن عزیز فی الحقیقت معرض خطر میں ہے۔تقسیم کشمیر اور تشکیل ''مرزائیل'' کی سازش کے تانے بانے بنے جا چکے ہیں۔جمالی صاحب ہوش کے ناخن لیں۔ستائیس دینی و سیاسی جماعتوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے بالکل درست فرمایا کہ ''قادیانیوں نے تقسیم ہند کے وقت گھناؤنا کردار ادا کر کے پنجاب کی تقسیم کرائی جو لاکھوں شہادتوں پر منتج ہوئی۔اور کشمیر پاکستان کو نہ مل سکا۔مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں بھی یہ آبرو باختہ غارتگر ہر طرح شامل جرم رہے اور اب تقسیم کشمیر کے امریکی و برطانوی منصوبے کے یہی طاغوتی لم چھڑے سرگرم مناد بنے ہوئے ہیں۔حکومت وقت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔'' شاہ جی نے تو اپنی دیانت دارانہ رائے اور حب وطن کے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا ہے مگر صدر و وزیر اعظم اور ان کے رفقاء کی حالت دیکھ کر راقم کو ایک میواتی ضرب المثل یاد آ گئی ہے جو ان سب پر صادق آتی ہے۔ملاحظہ فرمائیے:

''سیکھ ما کو دیجیو جا کو سیکھ سہائے، سیکھ نہ دیجیو باندرا کو نہ گھر بجڑے کا جائے۔''

ترجمہ: نصیحت اس کو کرو جو سمجھ دار ہو۔اپنا گھر اجاڑنے والے کو کبھی نصیحت نہ کرو۔

مولانا مجاہد الحسینی

مبلغ ختم نبوت......مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے اسلامی تہذیب وثقافت کے قدیم مرکز ملتان کی تحصیل شجاع آباد کو جہاں رسیلے آموں کے باغات کا شاداب علاقہ بنایا ہے' وہاں مردم خیزی اور علم وعرفان کے اعتبار سے بھی بڑا زرخیز اور روح افروز ہے' اس علاقے میں برصغیر پاک وہند کی نام وراور مشہور دینی وملی شخصیت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ گزری ہے جن کی ولولہ انگیز خطابت اور جن کی علمی نکتہ آفرینی ضرب المثل تھی' آپ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے مقرب ومحبّ خاص اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے بانی امیر تھے۔ انہی کے علاقہ شجاع آباد کے نزدیک واقع موضع ''عنایت پور'' (جلال پور پیروالا) میں دوسری نام وراور معروف شخصیت مولانا عبدالرحیم اشعر پیدا ہوئی' جنھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی' پھر ملک کی معروف دینی وعلمی درس گاہ جامعہ خیرالمدارس ملتان میں فقہ، حدیث اور تفسیر کے علوم میں دسترس اور کمال سے مشرف ہوئے۔ آپ کے رفقاءِ درس میں مولانا حافظ سید عطاء المنعم (سید ابوذر بخاریؒ) مولانا محمد صدیق (موجودہ شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس) اور دیگر عظیم شخصیات شامل تھیں' حصول تعلیم کے بعد مولانا سید ابوذر بخاریؒ کی قائم کردہ علمی وادبی تنظیم ''نادیۃ الادب الاسلامی'' سے منسلک ہوکر علمی وادبی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ راقم الحروف چونکہ نادیہ کا سیکرٹری جنرل تھا' اس لیے مولانا عبدالرحیم اشعر سے اکثر ملاقات اور تبادلۂ خیال کا موقع ملتا رہتا تھا۔ پھر جب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا تو مولانا عبدالرحیم اشعر اس کے مرکزی مبلغین (مولانا لال حسین اختر اور مولانا محمد حیات' فاتح قادیان) کی رفاقت میں سرگرم ہوگئے۔

مولانا عبدالرحیم اشعر مرحوم مولانا محمد حیات مرکزی مبلغ کے ان خاص شاگردوں میں شامل تھے' جنہیں قادیانی فتنے کی بابت خاصی معلومات حاصل تھیں۔ مولانا محمد حیات کی طرح مولانا عبدالرحیم اشعر بھی مرزا قادیانی کی تصانیف اور قادیانیوں کی مطبوعات کی جزئیات تک کی معلومات رکھتے تھے۔

مولانا عبدالرحیم اشعر کو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کراچی میں مرکزی مبلغ مولانا لال حسین اختر کے ساتھ معاون مقرر کیا گیا۔ بعدازاں وہ کراچی دفتر ختم نبوت کے چند سال انچارج بھی رہے' پھر انہیں لائل پور میں مجلس کا مبلغ مقرر کیا گیا۔ دریں اثناء مولانا حافظ حکیم عبدالمجید نابینا (فاضل جامع ڈابھیل اور فاضل الطب دہلی) کے ساتھ خصوصی تعلق خاطر قائم ہوا تو حکیم صاحب مولانا اشعر کو اپنے معاون سفر کے طور پر حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بہرہ مند کرنے ساتھ لے گئے۔ مولانا عبدالرحیم اشعر ایک معتدل مزاج، مرنجاں مرنج، زہد وتقویٰ اور خلوص ومحبت کی مالک شخصیت تھے۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت کے دوران قادیانیوں کی بابت ان کے مبنی بر کفر عقائد ونظریات پر مشتمل حوالہ جات فراہم کرنے کے سلسلے میں

مولانا عبدالرحیم اشعر کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت اور مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی زیر امارت جن خطباء اور مقررین نے شہرت و نام وری حاصل کی‘ان میں مولانا عبدالرحمٰن میانوی،مولانا محمد شریف بہاول پوری،مولانا محمد لقمان علی پوری اور مولانا قاضی اللہ یار کے دوش بدوش مولانا عبدالرحیم اشعر بھی ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔مولانا عبدالرحیم اشعر گزشتہ چند برس سے فالج زدہ ہو کر اپنے گاؤں عنایت پور تحصیل شجاع آباد میں صاحبِ فراش تھے۔مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عدم توجہ اور لاتعلقی کے باعث بے کسی کے عالم میں ۲۲ر مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعرات داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عبدالرحیم اشعر جیسی ممتاز علمی و دینی شخصیت کا سانحہ ارتحال ملک و ملت کا نقصان عظیم ہے۔ان کا داغ مفارقت صد درجہ المناک ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی دینی و علمی خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں ان کی عظیم الشان اور لائق تحسین خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور انہیں جنت الفردوس میں مقام علیّین سے نوازے اور ان کے پسماندگان اہل خانہ کو صبر و استقامت کی توفیق عطا کرے۔آمین۔ (مطبوعہ:’’اسلام‘‘ملتان۔۱۷ر جون ۲۰۰۳ء)

طالب علموں اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے
دینی معلومات حاصل کرنے کا بہترین موقع

’’فہم دین کورس‘‘

پیر، منگل، بدھ۔بعد نماز مغرب‘ایک گھنٹہ

احرار اکیڈمی متصل جامع مسجد چیچہ وطنی

داخلہ جاری ہے

اساتذہ:حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر،مولانا منظور احمد،حافظ شاہد محمود احمد

منجانب:انچارج’فہم دین کورس‘دفتر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال)

فون:0445-482253

خیر النساء بہتر
(والدہ ماجدہ سید ابوالحسن علی ندویؒ)

میکہ......والدین کی خدمت واطاعت

ماں باپ کی خدمت اچھی طرح سے کرو۔انہیں کسی وقت تکلیف نہ دو۔کھانا خواہش کے موافق اور وقت پر حاضر کرو'جو کچھ کہیں اسے دل سے سنو'اگر وہ کسی کام میں مشغول ہوں تو انہیں پریشان نہ کرو'اور وقت پر جس کھانے پینے کے عادی ہوں انہیں لا کے دو'ایک بات بار بار نہ کہو'اُن کے کپڑے وغیرہ ٹھیک رکھو۔اگر بدلنے کی ضرورت پڑے تو فوراً لا کے دو۔پانی،صابن،تولیہ،یہ سب مہیا کرو ان کی جگہ اور بستر صاف رکھو۔ان سے کبھی تنگ دل نہ ہو،ہر وقت حاضر رہو،کسی وقت اگر خفا ہوں تو آنکھیں چار نہ کرو'ان کی وہ محنتیں جو تمہارے ساتھ کی ہیں یاد رکھو۔اُن پر احسان نہ رکھو۔اپنی ضرورتیں خود پوری کرو۔ضروریات،کاغذ،قلم،رنگ،سوئی،دھاگہ،ریشم وغیرہ سب تمہارے ہاتھوں سے مہیا رہیں۔اگر یہ سب سامان تمہارے پاس موجود ہوں'اُس وقت تم سمجھ سکتی ہو کہ ہاں!ہمیں کچھ آتا ہے۔ورنہ تمہارا یہ خیال باطل ہوگا۔مجھے پہلے یہ چاہیے کہ تمہارے ان عیبوں کی اصلاح کروں جو فطری نہیں بلکہ عارضی ہیں۔اگرچہ تمہارے والدین کو ان کی طرف توجہ نہیں مگر ایک روز یہ بے توجہی رنگ لائے گی۔تمہاری بداخلاقی،لاپروائی،کاہلی اور خودغرضی،آرام طلبی،بے ادبی،بخل وتمکنت'یہی وہ عیب ہیں جو ابھی تمہیں معلوم نہیں ہوتے مگر جوں جوں سن بڑے گا'تمہارے حق میں زہر ہوتے جائیں گے'پھر نہ تمہارا کوئی عزیز ہوگا،نہ کوئی غیر۔کوشش کر کے عقل وحیا۔یہ دو خوبیاں اپنے میں پیدا کرلو۔عقل موقع پر راہ بتانے والی ہوگی۔شرم تمہیں برے کاموں سے روکے گی۔ہر جگہ یہ خوبیاں تمہارا ساتھ دیں گی'تم کبھی ذلیل نہ ہوگی۔تمہیں کوئی برائی نہ پہنچا سکے گا۔جو مشکل تم پر پڑے گی تو خدا کے حکم سے آسان ہوجائے گی۔نظام عالم کا دارومدار عقل پر ہے۔جتنی دانائی جسے خدا نے دی ہے اتنی ہی خوبی کے ساتھ وہ کام کرتا ہے'ہر عمارت کا استحکام وانہدام عقل کی کمی بیشی پر موقوف ہے۔

اے بچیو!اپنے بزرگوں کو دیکھو اور اُن سے عقل سیکھو اور اُن ہی کی پیروی کرو،شرم وحیا اور عقل و دانش سے بہرہ ور ہو کر دین ودنیا کی فلاح و بہبود حاصل کرو۔عزت اور فخر وخوبی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرو۔جب تمہارے سامنے کسی قسم کی اچھی یا بری مثالیں نہ پیش کی جائیں اور گزشتہ زمانے کے حالات وطرز معاشرت اور تعلیم وتربیت کا پورا نقشہ کھینچ کر نہ دکھایا جائے اور جس وقت تک لڑکیوں کے انداز واضح الفاظ میں نہ ظاہر کیے جائیں۔تم ہرگز نہیں سمجھ سکتیں اور نہ وہ باتیں پیدا کرسکتی ہو۔جو دراصل انسانیت کے جوہر ہیں'نہ اپنے عیبوں کی تلافی کرسکتی ہو۔یہ تمہیں معلوم ہے کہ کون کون سے جوہر بے بہا تم سے مفقود ہیں اور کیا کیا مفید باتیں تم سے معدوم ہو رہی ہیں اور کن کن خوبیوں سے تمہاری ذات محروم ہے۔نہیں۔کیونکہ تم بالکل

ناتجربہ کار رہو۔ کسی کی تعلیم وتربیت کا اثر تم پر پڑا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ تمہارے والدین تم سے خوش ہیں یا ناخوش۔

والدین کا اپنی اولاد سے بے توجہی کا نتیجہ

اب خود والدین اپنی اولاد کے تابعدار و نازبردار ہیں۔ یہ ان کو تعلیم نہ دینے کا اثر ہے۔ بجائے تعلیم کے اُن سے بے فکر رہتے ہیں۔ جو ماں باپ اولاد سے بے فکر رہیں گے۔ آپ محکوم اور ان کو حاکم بنائیں گے۔ اُن کی ہر خواہش پوری کریں گے۔ انہیں ہر طرح کا اختیار دیں گے' ان کی خوشی کو اپنی خواہش پر مقدم رکھیں گے، اُن کی دل شکنی منظور نہ کریں گے، بری بھلی باتیں نہ سمجھائیں گے، پھر وہ کیونکر اُن کے قبضہ میں آ سکتی ہیں' لامحالہ اُن کی یہی حالت ہوگی جو اس وقت دیکھنے میں آ رہی ہے، عام طور سے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب لڑکیاں نہایت آزاد اور بے خوف ہو رہی ہیں، جو چاہتی ہیں کر گزرتی ہیں، نہ والدین کا ڈر، نہ خدا کا خوف، نہ دنیا کی شرم، نہ عزت کا پاس، نہ غیرت کا لحاظ، یہ بھی نہیں جانتیں کہ غیرت اور شرم کہاں کی جاتی ہیں نہ یہ معلوم کہ اس کی قدر و منزلت کیا ہے؟ مروت و محبت کی راہ بھول گئیں، شرم و حیا کے راستہ سے بہک گئیں، اب گویا اتنا خیال ہی نہیں ہے کہ کس راستہ سے ہم آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں؟ نیک صحبتوں سے واقفیت نہیں، تفریح کی شائق' سیر و سیاحت پر قربان، قصہ کہانیوں پر نثار، قرآن و حدیث سے بیزار، اوامر سے غافل، نواہی پر مائل، دروغ گو، عیب جو، دوستوں کی دشمن، دشمنوں کی دوست، تیز مزاج، متلون، جس کی جو وضع دیکھی پسند کر لی، جو راہ چاہی اختیار کر لی، نہ پابندیٔ شریعت، نہ پاس ادب، نہ اسلامی حمیت، نہ آئندہ کی خبر، نہ انجام پر نظر، برے بھلے کی پہچان نہیں، اپنے پرائے کی تمیز نہیں، برا بھلا عزت و ذلت، شریف و رذیل، آقا و غلام، امیر و فقیر، بہار و خزاں، رنج و راحت، شرم و بے حیائی، علم و جہل، اندھیرا اُجالا، بصارت و بے نگاہی، عذاب و ثواب، گویا سب سے واسطہ توڑ آئیں۔

شرم وحجاب

اپنے رشتہ کے بھائیوں سے اس طرح پیش آؤ۔ گویا پردہ ہی کرتی ہو، کبھی ان سے آنکھ ملا کے مخاطب نہ ہو، کوئی کام اپنا بنایا ہوا دوسروں کو نہ دکھاؤ، ہنسی مذاق نہ کرو، اگر وہ چھیڑیں تو تم مخاطب نہ ہو، بلکہ تمہیں ناگوار ہو' ایسے برتاؤ رکھو جس سے بظاہر غیریت پائی جائے۔ اس کا بھی خیال رکھو کہ تمہارا نام لے کر کوئی زور سے پکارے کہ باہر والے تمہارے نام سے واقف ہو جائیں تمہیں خبر بھی نہ ہو' گھر میں کسی کو بلا کر نہ بٹھاؤ' ان کا راگ نہ سنو' ہر بات کی احتیاط رکھو۔ اپنے کپڑے' اپنی وضع وہ رکھو جو تمہیں زیبا ہو' بوڑھی بن کر نہ ہو' کسی کی بات میں دخل نہ دو، آنکھیں چار کر کے باتیں نہ بناؤ' پان تمبا کو کھا کر منہ لال نہ کرو، یہ لڑکیوں کو نازیبا ہے۔ شرم کے ساتھ اٹھو بیٹھو' سر نہ کھلے، ادھر ادھر دیکھتی نہ چلو' کھلی جگہ نہ بیٹھو، تاک جھانک سے باز آؤ، بدنامی سے بچتی رہو، نہ تو بد ہو نہ بدنام ہو، بُری بات جلد مشہور ہوتی ہے، کسی لڑکے کے ساتھ نہ بیٹھو۔

حافظ عبدالرشید ارشد

(مدیر ماہنامہ ''الرشید'' لاہور)

۷۸٦ اور ٦٦ کی حقیقت

''نقیب ختم نبوت''، مارچ ۲۰۰۳ء میں تحقیق کے زیر عنوان ''۷۸٦ اور ٦٦ کی حقیقت''، مضمون پڑھا۔ ۲۷ سال پہلے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے حروف ۱۹ کے بارے میں' ایک بہت تحقیقی انکشاف ہوا۔ یا یوں سمجھئے کہ قرآن پاک میں ۱۹ کا کتنا بڑا معجزہ جاری وساری ہے' معلوم ہوا' جو ایسے دور میں جاری یا منکشف ہوا۔ جب ذرّہ کی تقسیم ہو چکی، ایٹم بم بن چکا اور منٹوں سیکنڈوں کے حساب سے چلنا شروع ہو گیا اور لاکھوں کروڑوں میل بلکہ اربوں کھربوں نوری سال گنے جانے لگے اور بتایا جانے لگا کہ اتنے منٹ سیکنڈ کے بعد فلاں میزائل یا بم پھٹے گا اور اس قول پر پختہ یقین ہوا کہ **لَا یَنْقَضِیْ عَجَائِبُہ** (مشکوٰۃ) کہ ''قرآن مجید کے عجائب (غرائب وحقائق) ختم نہ ہوں گے۔'' ان حالات میں کسی غیر عربی، غیر مسلم کو قران پاک کی سچائیاں بتائی جائیں تو وہ رد کرتا چلا جائے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور لسان عربی سے واقف عرب اپنی سرداریاں ختم ہوتے دیکھ کر باوجود یقین کرنے کے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے تھے۔ یہ معجزہ اس دور میں ظاہر ہوا' جب کمپیوٹر آ چکے' حساب اپنی آخری حدود چھونے لگا۔ اب اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی آخری کتاب میں اعداد وشمار کا یہ معجزہ ظاہر ہوا۔ قرآن پاک تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ساڑھے چودہ سو سال سے یہ کہتا چلا آیا ہے کہ:

فاتو ابسورۃٍ من مثلہ وادعوا شھدآء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقود ھا الناس والحجارۃ (البقرۃ۔ آیت ۲۳۔۲۴)

''اگر تم سچے ہو تو ایک ایسی سورۃ لاؤ اور اپنے مددگاروں کو بلا لو۔ پس اگر نہ کر سکو اور ہرگز ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اس عذاب سے ڈرو' جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

اب عربی نہ جاننے والوں کو یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ۱۹ بسم الرحمٰن الرحیم کے حروف اور کلمات (الفاظ) بسم۔ اللہ۔ الرحمٰن الرحیم اتنی بڑی کتاب میں کس حیرت انگیز انداز میں جاری وساری ہیں۔ ان کے متعلق یہی چیلنج کیا جا سکتا ہے کہ تم جو اعداد وشمار اور ٹیکنالوجی میں دنیا کے ماہرین سے ہو' اتنی بڑی اس طرح کی (اعداد والی) کتاب بنا کر لاؤ' وہ عاجز رہیں گے اور یقیناً رہیں گے۔ جبکہ یہ کتاب اتنے سو سال سے ہے اور یہ بات چند منٹ میں دوٹوک انداز میں سمجھائی جا سکتی ہے۔ ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ ۱۹ دو ایسی اکائیوں سے مرکب دہائی ہے جن میں ایک ۹ سب سے بڑی اور دوسری سب سے چھوٹی ایک ہے کہ جو کسی عدد سے تقسیم نہیں ہوتی۔ ۱۱۔۱۳ اور ۱۷ ابھی تقسیم نہیں ہوئیں لیکن تقسیم نہ ہونے والی سب سے بڑی دہائی۔

جن دنوں یہ بحث عام ہوئی تھی۔ میں نے اپنے ملک میں یہ اعداد وشمار پڑھے تھے اور عام سے جان کر نظر انداز

کرگیا لیکن ۱۹۷۸ء میں برطانیہ (گلاسگو) گیا تو وہاں والد مرحوم کے ایک عزیز نے جو سی اے (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ) تھا اور برٹش پیدائش تھی۔ نکودر ضلع جالندھر کے ایک خاندان کا تھا۔ اس جیسے چند ہی میں نے سی اے دیکھے' اس نے انگریزی پمفلٹ پڑھ رکھا تھا۔ لفظ لفظ سنایا اور سمجھایا تو میں ششدر رہ گیا اور حیران ہوا...... اس ۱۹ کی بحث کے دوران پاکستان کے دو ماہرین اعداد و شمار علماء نے اس کے متعلق تقریباً ایک ہی قسم کا تردیدی مضمون لکھا۔ جو مجھے کھٹکا اور میں نے اپنے طور پر تحقیق کی۔ ان کا اعتراض یہ تھا کہ بسم اللہ کے حروف انیس نہیں اکیس ہیں۔ کہتے تھے کہ باسم سے الف محذوف ہے اور ''رحمٰن'' پر کھڑی زبر نہیں بلکہ الف ہے۔ فَعْلان کے وزن پر رحمٰن ہے تو دو الف بڑھ کر حروف انیس نہیں اکیس ہو جاتے ہیں۔ یہ تو بنیاد ہی غلط ہو جاتی ہے۔ بنیاد کج ہو تو دیوار سیدھی کیسے ہو سکتی ہے اور ایک منطق کی دلیل ''انیّ'' دی کہ اگر کوئی عدد کسی پر پورا اترے تو وہ صداقت کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے اور مثال تقریباً دونوں نے یہ دی کہ اگر چاول سفید ہے تو زمین کُروی (گول) کیسے ہو سکتی ہے؟ ''ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ'' والی بات تھی۔ البتہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق سنا کہ وہ شروع میں تو بہت خوش ہوئے لیکن کچھ معاصرین کے کہنے پر خاموش ہو گئے۔ میں تحقیق میں لگا رہا اور خیال آیا کہ ان دونوں بڑے علماء کے مضامین کی تردید کروں لیکن اس وقت بھی ڈرا کہ کوئی معتقد میری گردن نہ مار دے اور اب بھی کہ مرحوم ہو چکے ہیں۔ اکابر اور سلف میں شامل ہو چکے ہیں' نام لینے سے ڈرتا ہوں۔ البتہ ''حیاتِ مستعار'' میں دلائل سے ان شاء اللہ بات کرنے کا خیال ہے۔

جناب محترم مہر منیر ہرل صاحب کا تحقیقی مضمون پڑھ کر خیال آیا کہ کچھ تحقیق لکھنا چاہیے لیکن انہوں نے بعض باتوں میں کمال ہی کر دی ہے۔ لفظ ''اللہ'' میں لام تین گنے ہیں اور ''رحمٰن ورحیم'' میں الف لام ماقبل آ جانے سے ان کو مشدد گن کر عدد نکالے ہیں۔ ال شمسی وقمری الفاظ میں ان کو معرفہ بنانے کے لیے آتے ہیں۔ یہ بغیر الف کے بے شمار دفعہ ہیں۔ انہوں نے عجیب وغریب صورت بنا دی ہے۔ آنکھ خراب ہے طبیعت منتشر' لکھ لکھ کر کاٹ رہا ہوں جس محقق نے یہ تحقیق کی تھی اس نے کہا کہ قرآن مجید کی سب سے پہلی سورۃ سے پہلے جو آیت ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اور قرآن مجید کے متعلق سورۃ مدثّر میں کافر کا قول نقل کیا **ان ھذا لا قول البشر** ''یہ انسان ہی کا کلام ہے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ساصلیہ سقر** میں اس کو عنقریب سقر میں ڈالوں گا کہ جو ان کی لاشوں کو باقی نہ چھوڑے گی **لواحۃ للبشر** جلا دینے والی ہے۔ آدمیوں کو **علیہا تسعۃ عشر** اس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں (کہ انہوں نے اس کلام کا انکار کیا کہ جو انیس کے عدد والی آیت سے شروع ہوتی ہے جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور یہ میں نے پہلے سن رکھا تھا کہ الامام المحدث شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے لکھا ہے کہ جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر باقاعدہ مداومت کرے گا وہ ''**علیہا تسعۃ عشر**'' جہنم کے فرشتوں سے بچے گا۔ جب ان دونوں نے ایک ہی جیسا مضمون لکھا تو مزید مطالعہ اور تحقیق کی مشہور فقیہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قرطبی میں اثر نقل ہے کہ جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے پڑھنے کے انیس حروف پر ہمیشہ مداومت کرے گا اور پڑھے گا

۔وہ انیس زبانیہ یعنی ۱۹فرشتوں سے محفوظ رہے گا۔زبانیہ کا ذکر سورۃ علق میں ہے جو نزول کے اعتبار سے سب سے پہلی سورت ہے۔پہلی دفعہ پانچ آیات اتریں پھر کچھ توقف کے بعد باقی اتریں تو ۱۹ آیات بن گئیں اور علق ملا کر آخر تک سورتیں گنیں تو ۱۹ بنتی ہیں۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۱۳سورتوں کے شروع میں لکھی جاتی ہے' سورۃ برأت کے شروع میں نہیں۔لیکن اس کی کسر انیسویں پارے میں سورۃ ''نمل'' میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان سے کہلوادی ہے۔اس طرح ۱۱۴سورتیں ۱۹پر تقسیم ہوجاتی ہیں۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹حروف ہیں اور چار لفظ ہیں۔یہ پورے پورے قرآن مجید میں جہاں جہاں آتے ہیں۔یہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ۱۹ پر تقسیم ہوجاتے ہیں۔ایسے چار اتفاق اکٹھے ہونا ناممکن ہیں۔حروف مقطعات کے متعلق آج تک کسی نے حتمی بات نہیں کہی تھی۔اس محقق نے بتایا کہ ان کی افقی یا عمودی تعداد یا ایک قسم کے مقطعات کی تعداد ۱۹پر تقسیم ہوجاتی ہے۔اس کے متعلق پمفلٹ شائع ہوئے، چارٹ چھپے۔افقی وعمودی تقسیم کر کے بتائی گئی۔ سچی بات کہ وہ میں نے پڑھی نہیں سمجھی نہیں، گنی نہیں سورۃ ''حم'' اور ''ق'' دونوں میں قرآن مجید کے ق کے مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔دونوں سورتوں میں ق ۵۷۔۵۷ دفعہ ہے۔ان کا گننا آسان ہے۔ان کو گنا جن بزرگوں نے بسم کو ''باسم'' کے اور رحمٰن کو فَعْلان کے وزن پر بتایا تھا۔دل کرتا تھا کہ ان کے متعلق لکھوں کہ ایک قرآن مجید ایسا شائع کریں جس میں یہ الفاظ ایسے ہوں پھر دیکھیں کیا حشر بپا ہوتا ہے لیکن چپ کر رہا کہ آخر اپنے بڑے ہیں ''معصوم عن الخطا''، تو نہیں۔غلطی ہوسکتی ہے لیکن دلیل عجیب تھی اور پھر دلیل ''انّی'' والی۔

مضمون لکھنے سے پہلے' حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ''بہشتی زیور' ان کے بھانجے مولانا مشیر علی کا تصحیح کردہ نسخہ جو آج تک کے سیکڑوں ایڈیشنوں سے خوبصورت، جلی اور عمدہ ہے' دیکھا۔اس میں ایک تعویذ پر بسم اللہ کی بجائے ۷۸۶ لکھا ہوا ہے۔حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ کی ایک کتاب ''مسائل جدیدہ'' دیرہوئی دیکھی تھی' اس پر جگہ جگہ ۷۸۶ لکھا ہوا تھا۔ ہرل صاحب ذرا تحقیق فرمائیں کہ یہ حروف ابجد کے اعداد کب شروع ہوئے اور ان کا دور کب شروع ہوا اور آیا یہ انڈیا ہی میں ہیں یا اور جگہ بھی۔ابجد ہوّز بظاہر تو عربی ہیں باقی ایک عدد کے کئی نام بنالینا تو بڑے ماہر فوراً بنا لیتے ہیں۔جیسے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ ہی سے کسی نے کہا کہ ''کرم اللہ'' تو آپ نے فوراً فرمایا کہ ''مکرُ اللہ'' بھی بن سکتا ہے۔یہ بسم اللہ کے اعداد تو حساب کی طرح پورے اترتے ہیں۔جیسے ایک ایک دو، دو دو چار۔کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے ہاں زندگی میں تقریباً اتفاقات یا تکوینی طور پر خاص عدد میں ہوتے ہیں۔اس کی اپنی تفصیل پھر کبھی سہی۔نہ چاہتے ہوئے اور نئی بنی ہوئی آنکھ کے باوجود مضمون طویل ہوگیا۔مزید تفصیلات باقی ہیں۔

نوٹ: ہرل صاحب نے ایک بات نہایت عجیب لکھی ہے کہ ''ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ آپ سرکار دو جہاں ﷺ دونوں جہاں کے کلی علوم سے بہرہ مند تھے' عقائد کی بحث ہے جو کتاب وسنت کی تصریحات کے خلاف ہے۔کلی اور مطلق علم غیب اللہ تعالیٰ کو ہے۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

چنانچہ بعد کے حالات نے میری توجیہات کی تصدیق کی، بدانجام کا یہ شخص (مرزا بشیر الدین) فالج میں مبتلا ہو کر کئی سال تک گھسٹتا رہا اور ایڑیاں رگڑتے جہنم رسید ہوا۔ ایک ڈاکٹر نے جو آخری ایام میں اس کا معالج تھا' نے بتایا کہ وہ انتہائی ضعیف العقل ہو چکا تھا اور کلمہ یا اور کسی اور دعا کی بجائے فحش اناپ شناپ بکتے اس نے دم توڑا۔

ان سب توجیہات کے علاوہ ایک وجہ اور بھی تھی، جس کے تحت میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس ایک فرد کا قتل بے نتیجہ اور بے اثر ہوگا۔ مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ قادیان کے معاشرے میں اس قسم کی بدچلنیاں اور بدمعاشیاں اس ایک شخص کے مرجانے سے ختم نہیں ہونگی۔ صرف یہ بدذات شخص اکیلا جنسی خبط میں مبتلا نہ تھا، بلکہ اس کے دونوں بھائی اور نام نہاد ''خاندان نبوت'' کے اکثر افراد بھی اس رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان میں سے بھی اکثر نمائشی داڑھیوں کو لہراتے اپنی اپنی سیاہ کاریوں کے اڈے سجائے بیٹھے تھے اور یہ سب کچھ ان لوگوں کی آپس میں اس خاموش تفہیم کے ماتحت ہو رہا تھا کہ ''تم میری داڑھی کو نہ نوچو' میں تمہاری داڑھی کو نہ نوچوں گا''

درحقیقت قادیان کے نظام میں اعلیٰ عہدوں پر تقرر اکثر اسی قماش کے لوگوں کا ہوتا تھا۔ جو مرزا کے اسلوبِ زندگی اور ان جنسی قدروں کو اپنا لیتے تھے یعنی اس خاندان کی مطلق العنان جیسی قدروں کے مطابق جس خاندان کو یہ لوگ ''خاندان نبوت'' کے نام سے کرنے کی جرأت اور گستاخی کرتے ہیں۔ یہ کوئی غیر متوقع بات نہ تھی کہ اس قسم کے اخلاقی قیود سے آزاد عیاشیوں کی افواہیں باہر بھی پھیلنا شروع ہوگئیں اور باہر سے اوباش نوجوان اس جماعت میں شامل ہونے لگے۔ تاکہ ان جنسی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں جو ایشیائی تمدن وثقافت ان پر عائد کرتا ہے اور اسی طرح یہ شیطنت مآب دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔

خلیفہ کے اس خفیہ اڈے سے قطع تعلق کر لینے کے بعد میری زندگی دائمی طور پر خطرہ میں رہنے لگی۔ اس کے غنڈوں نے سایہ کی طرح میرا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ ایسے مایوس کن اور پُرخطر حالات میں میرے لئے کوئی چارہ کار نہ تھا، سوائے اس کے کہ کھلم کھلا مقابلہ پر اتر آؤں اور انجام خدا پر چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں خلیفہ سے ملنے گیا اور اسے ایک تحریر کی نقل دکھائی۔ جس میں مَیں نے اس کے کرتوتوں کی تفصیل لکھی تھی، اور اس کے شرکائے جرم کے نام، تاریخیں وغیرہ درج تھیں۔ میں نے اسے بتایا کہ اس تحریر کی نقول میں نے بعض ذمہ دار احباب کے پاس محفوظ کرالی ہیں اور انہیں ہدایت کی

ہے کہ ان لفافوں کو میری موت یا میرے لاپتہ ہوجانے کے بعد کھولنا۔اس منصوبہ بندی نے مطلوبہ مقصد پورا کر دیا، اور میں بلاخوف وخطر آزادی سے قادیان کے گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔

جیسے جیسے مجھ پر قادیان کے گندے ماحول کا انکشاف ہوتا گیا، اسی نسبت سے میں مذہب سے بیزار ہوتا گیا۔ صرف قادیانی مذہب سے ہی نہیں، بلکہ مجموعی طور پر مذہب کے ادارے سے اور بتدریج یہ حالت دہریت تک پہنچ گئی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس سقیم حالت نے ایک روحانی خلا بھی پیدا کر دیا۔ جس کو خود پُر کرنے کے لیے میری تنہا ذات میں طاقت نہ تھی۔ مجھے اپنے والد صاحب (شیخ عبدالرحمٰن مصری) کو یہ سب حالات بتانے پڑے۔ جو طبعاً ان کے لیے صدمہ کا باعث ہوئے۔قدرتاً وہ ایک بچے کی باتوں کو بلا تصدیق مان نہیں سکتے تھے۔لیکن انہوں نے محتاط طور پر تحقیقات کرنا شروع کر دی اور کچھ عرصہ میں ان پر ثابت ہوگیا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔

میرے والد صاحب نے اس نام نہاد خلیفہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں مطالبہ کہ وہ ان الزامات کی تکذیب کرے یا اپنی بدکاریوں کا کوئی شرعی جواز پیش کرے یا پھر خلافت سے معزول ہوجائے۔اس خط کا خلیفہ نے کوئی جواب نہ دیا۔لیکن دو مزید خطوط کے بعد اس نے اعلان کر دیا کہ شیخ عبدالرحمٰن مصری (یعنی میرے والد صاحب) اور ان کے خاندان کے سب افراد کو جماعت سے خارج کر کے ان کا مقاطعہ کیا جاتا ہے۔میرے والد صاحب کے تینوں خطوط اس زمانے میں چھپ گئے تھے۔

اس قسم کے مقاطعہ کے اصل ہتھکنڈے یہ ہوتے تھے کہ کسی شخص یا خاندان کا کُلیۃً بائیکاٹ کر کے اس کا ''حُقہ پانی'' بند کر دیا جاتا تھا۔ان حالات میں ہمارے خاندان کی جانیں اتنے خطرے میں تھیں کہ حکومت کو ہماری حفاظت کے لیے فوجی پولیس کے دستے متعین کرنا پڑے جو ۲۴ گھنٹے ہمارے مکان کے گرد پہرہ دیتے تھے۔ہم میں سے کسی کو بغیر پولیس کی نگرانی کے گھر سے جانے کی اجازت نہیں تھی۔لیکن اس قسم کی حفاظتی پیش بندیوں کے، مجھ پر اور میرے دو ساتھیوں پر قادیان کے بڑے بازار میں دن دھاڑے حملہ ہوگیا، میرے ایک سن رسیدہ ساتھی کو چاقو کا گھاؤ لگا۔ جس سے وہ جاں بحق ہوگئے۔دوسرے ساتھی کو گردن اور کندھے پر چاقو کے زخم آئے اور انہیں کافی عرصہ ہسپتال رہنا پڑا۔ مجھے پروردگار نے اس طرح بچالیا کہ میرے ہاتھ میں ایک پہاڑی ڈنڈہ تھا جو میں نے حملہ آور کی کھوپڑی میں اتنے زور سے مارنے میں کامیاب ہوگیا کہ اس کے سر سے خون بہنے لگا۔اس زخمی حملہ آور کو اس کے شرکائے جُرم سہارا دے کر آناًفاناً غائب ہوگیا اور اسے ایک ایسی پوشیدہ جگہ چھپا دیا جو پہلے سے معین کر رکھی تھی لیکن پولیس اس کے سر سے ٹپکتے ہوئے خون کے قطرات دیکھ کر وہاں پہنچ گئی اور اسے گرفتار کرلیا۔عدالت عالیہ میں اس کا جرم ثابت ہوا اور اسے پھانسی دے دی گئی۔اس زمانہ کی قادیان ''ریاست''، میں امن وقانون کی اتنی برملا تحقیر کی گئی۔قاتل کی میت کا جلوس دھوم دھام سے نکالا گیا۔اور خلیفہ نے خود نمازِ

جنازہ پڑھائی۔ جو قادیانی مریدوں کی نظر میں بڑی عزت افزائی سمجھی جاتی تھی۔

اس حادثہ کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت ''مجلس احرار اسلام'' نے ہماری حفاظت کے لیے رضا کاروں کے جتھے بھیجنا شروع کر دیئے' جو فوجی پولیس کے علاوہ تھے۔ ان رضا کاروں نے ہمارے بنگلے کے گرد میدان میں خیمے نصب کر دیئے اور ہمارا گھر ایک محصور قلعہ کی طرح بن گیا۔ اس اثناء میں مرزائی ٹولے نے میرے والد کو جعلی مقدمات میں اُلجھانا شروع کر دیا تا کہ جماعت میں ان کی ساکھ اُٹھ جائے نیز یہ کہ ان پر مالی بوجھ پڑے۔ الغرض وہ تمام کمینی چالیں چلی گئیں جن سے ان کی زندگی اجیرن ہو جائے۔ اپنے گیارہ بچوں پر مشتمل کنبے کی پرورش کے لیے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہیں خاندانی زیورات اور گھر کا ساز وسامان بیچ بیچ کر گزارا کرنا پڑا۔ ان آفات انگیز معاملات کا سب سے بڑا سانحہ یہ تھا کہ اس دوران خاندان کے بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں خلل پڑ گیا۔ ہم اس حملہ اور دیگر زیادتیوں کے حالات ہندوستان کے اخبارات میں باقاعدہ بھیجتے رہے تھے۔

ہمارے خاندان کو سرکاری افسران اور بہت سے مخلص دوست احباب کی طرف سے یہ ترغیب دی جا رہی تھی کہ ہم قادیان سے نقل مکانی کر لیں۔ چنانچہ ہم طوعاً اور کرھاً لاہور منتقل ہو گئے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میرا ایمان بحیثیت مجموعی ہر مذہب سے اُٹھ چکا تھا۔ اس لیے میں نے اپنے آپ کو ان بندشوں سے آزاد رکھا۔ زندگی کے اس دور میں میرا تعلق مجلس احرار اسلام کے سرکردہ احباب سے بڑھنا شروع ہو گیا، جو میرے لیے بہت روح افزا ثابت ہوا۔ ان بزرگوں میں سے بعض کے نام درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مثلاً سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، چوھدری افضل حق صاحب، مولانا مظہر علی اظہر صاحب۔ ان سب کو قریب سے دیکھنے پر احساس ہوا کہ یہ لوگ نیک سیرت مسلمان اور پُرخلوص دوست ہیں۔

گو میرے والد صاحب نے میری دہریت کو ظاہراً تسلیم ورضا کے ساتھ قبول کر لیا تھا۔ لیکن میں جانتا تھا کہ دل میں یہ صدمہ ان کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا ہے، وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وہ میرے لیے دعا کرتے ہیں اور مجھے بھی نصیحت کرتے رہتے تھے کہ میں دعاؤں کے ذریعے اللہ سے ہدایت کا طالب رہوں۔ اس کا جواب میں یہ دیا کرتا تھا کہ آپ مجھ سے ایک ایسی ہستی سے دعا کرنے کو کہہ رہے ہیں جس کا وجود ہی نہیں۔ ایک عرصہ کی بحث ومباحثہ کے بعد انہوں نے یہ مشورہ دینا شروع کیا کہ میں اپنی دعاؤں کو مشروطی رنگ میں کیا کروں۔ اور میں نے اس قسم کے اناپ شناپ الفاظ میں دعائیں کرنا شروع کر دیں۔ ''یا اللہ مجھے یقین ہے کہ تیری کوئی ہستی نہیں ہے۔ لیکن اگر تیری ہستی ہے تو اس کی کوئی علامت مجھ پر ظاہر کر، ورنہ مجھے قابلِ الزام وملامت نہ ٹھہرانا کہ میں تجھ پر ایمان نہ لایا'' وغیرہ وغیرہ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ راسخ العقیدہ مؤمنوں کی نظر میں اس قسم کی دعا کلمۂ کفر کے مترادف ہے اور اللہ سبحانہ

وتعالیٰ کی شان پاک میں بے ادبی ہے۔لیکن اس کے باوجود میری اس طرح کی دعائیں میرے لیے کارگر ثابت ہوئیں کہ ایک سال کے عرصہ میں ہی ان کے روحانی نتائج نکل آئے ۔ مجھے تواتر کے ساتھ دو خواب دکھائے گئے ۔ چونکہ وہ خواب شخصی اور نفسیاتی کیفیت کے ہیں، اس لیے ان کے بیان کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہوگا کہ یہ خواب خصوصاً دوسرا خواب بڑا لمبا آسانی سے سمجھ آنے والا اور مربوط تھا۔ ایسا کہ مجھ ایسے گنہگار کے لیے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی یہاں پر اتنا بتا دینا مناسب ہوگا کہ دوسرے خواب کے آخری لمحات میں مجھے مرزائی خلیفہ کا چہرہ دکھایا گیا، جو بھیانک طور پر سیاہ فام اور فسق وفجور سے مسخ شدہ تھا۔ ان خوابوں کے بعد میرے دل ودماغ سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا اور میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی کتاب زندگی کا نیا ورق اُلٹا کر باضابطہ اسلام قبول کرلوں۔ چنانچہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مجھے اپنے ساتھ مہروی لے گئے ۔ مہروی دہلی سے چند میل پر وہ قصبہ ہے جہاں مولانا محمد الیاس صاحب جیسے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوا۔ اس مبارک موقعہ پر حُسنِ اتفاق تھا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب بھی موجود تھے۔ مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد مولانا محمد الیاس صاحب اور چالیس کے قریب معتقدین نے میرے حق میں دعا کی۔

۱۹۴۱ء میں مشرقی افریقہ ہجرت کر گیا۔ ہندوستان کو خیر باد کہتے ہوئے میرے احساسات مسرت والم کا مرکب تھے۔ بمبئی کی بندگاہ، میں جہاز کے عرشہ پر کھڑے زیرلب، میں قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔

> ''اور تمہارے پاس کیا عذر برأت ہے کہ تم ان ضعیف وبے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی مدد کے لیے اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے جو آہ وزاری سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نجات دلوا، جس کے باشندے ظالم ہیں'' (سورۃ نساء آیت ۷۵)

افریقہ میں بیس سال کی سکونت کے بعد میں نے ۱۹۶۱ء میں انگلینڈ ہجرت کر لی۔ جہاں پہلے ۴ برس کے قریب بطور طالب علم، اپنی تعلیمی کمزریوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کے بعد ''اسلامک ریولو'' رسالہ کا بالا اشتراک ایڈیٹر بن گیا۔ ۱۹۶۴ء میں شاہ جہاں مسجد ووکنگ کا سب سے پہلا سنی امام مقرر کیا گیا۔ یہ مسجد برطانیہ میں سب سے پہلی مسجد تھی۔ اور اس زمانے میں سارے یورپ میں اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ پانچ سال کی امامت کے بعد ۱۹۶۸ء میں مستعفی ہوکر بذریعہ کار تقریباً ۴۳ ممالک کا تین برس تک دورہ کرتا رہا۔ جن میں زیادہ تر اسلامی ممالک تھے۔ اس دورہ کا اصل مقصد اپنی ایک دیرینہ خواہش کو پورا کرنا تھا کہ بلاتوسط بچشم خود مطالعہ کروں کہ اسلامی دنیا میں، عوام الناس کس طرح اسلامی قدروں کو عملی طور پر نبھا رہے ہیں ۔ میری ہنگامی اور نزاعی زندگی میں خدا نے جو سب سے زیادہ مسرت بخشی، اسلام کی خدمت کرنے کی مجھے توفیق دی، وہ یہ تھی کہ ووکنگ مسجد کی امامت سے مستعفی ہونے سے قبل ایسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا کہ اس مسجد اور مرکز میں اب کبھی بھی کسی مرزائی امام کا تقرر نہیں ہوسکتا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ (جاری ہے)

''میں ایک کلرک ہوں''

ہم میاں ، بیوی ، والدہ اور چار بچے کل سات افراد ہیں۔ مکان کرائے پر ہے، تنخواہ تین ہزار روپے ماہوار ہے ،مکان کا کرایہ ڈیڑھ ہزار روپے، مکان کیا ہے؟ کبوتروں کا ایک ڈربہ ہے۔ آٹھ دس کا ایک کمرہ، برآمدہ اور چھوٹا سا صحن۔ جس میں لیٹرین، چولہا رکھنے کی جگہ اور دوسری ضروریات کی ساری چیزیں بھی صحن میں ہیں۔ کمرے کی چھت کوڑ کباڑ سے بھری ہوئی ہے۔ تین چار پائیاں، تین پرانے ٹرنک، چولہا، آٹے والی مٹی۔ یہ میرا اثاثہ ہے۔ ہر مہینے کی یکم تاریخ کی صبح گھر کے ہر چہرے پر ذرا چمک دکھائی دیتی ہے۔ اور سر شام وہ بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ ہمارا پہلا ہفتہ خوشی خوشی گزرتا ہے۔ دوسرے ہفتے کشاکشی شروع ہوجاتی ہے۔ تیسرے ہفتے ہم فاقہ کشی سے دوچار ہوجاتے ہیں۔ اور چوتھے ہفتے میں' خودکشی کی تیاری کرتے کرتے یکم تاریخ آجاتی ہے اور میں ققنس کی طرح پھر زندہ ہوجاتا ہوں۔ ماں پوچھتی ہے:''بیٹا! کیا بات ہے؟ پریشان رہتے ہو، صحت کا خیال رکھا کرو......'' میں کہتا ہوں:''اماں! تھالی میں کچھ نہیں ہے۔'' دوست مجھ سے پوچھتا ہے:''روکیوں رہے ہو؟'' دوسرا جواب دیتا ہے:''چہرہ ہی ایسا ہے۔''

کچھ لوگ کہتے ہیں' کلرک بادشاہ ہوتا ہے اور اس کا ماٹو ہے کہ:

آئے نہ پیش ہم سے کوئی رعب داب سے ۔۔۔ کردیں گے کیس زیروزبر ہم کلرک ہیں

قارئین کرام! کلرک بادشاہ ہوں گے مگر یہی کوئی پانچ دس فیصد' جن کی ہر جگہ چاندی ہے۔ جو لہریں گننے میں بھی پیسے بنالیتے ہیں۔ ورنہ ہماری اکثریت کی زندگی وبال ہے، عذاب ہے۔ یہی دعا کرتے کرتے گزر جاتی ہے کہ:

کریما! بہ بخشائے بر حال بندہ ۔۔۔ کہ ہستم اسیرِ کمیٹی و چندہ

(''اے اللہ! تو کریم ہے۔ اپنے بندے پر رحم کر۔ جو صرف کمیٹی اور چندے کا اسیر ہو کے رہ گیا ہے۔'')

ہر وقت چائے پر ہے نظر ہم کلرک ہیں ۔۔۔ دفتر کو ہم نے سمجھا ہے گھر ہم کلرک ہیں
اتنی ذرا سی تنخواہ میں لائیں کہاں سے ہم ۔۔۔ بیٹے کی فیس ،بیٹی کا بَر 'ہم کلرک ہیں

سنا ہے سرکار نے کلرکوں پر رحم کھاتے ہوئے' آئندہ سال تنخواہ میں پندرہ فیصد کا اضافہ کردیا ہے۔ مگر یہ اعلان پڑھتے ہی' سبزی دال والوں نے بھاؤ تیز کردیئے ہیں اور ساتھ ہی بجلی، سوئی گیس کے بل بھی بڑھا دیئے گئے ہیں۔ سوچتا ہوں کیا کروں؟ خودکشی ویسے حرام ہے۔ زندگی وبالِ جان ہے:

گھر دیاں چیزاں ویچ کے تے بل جون دے بھر کے آیا واں
میری اس ڈولدی کشتی نوں مل جائے کنارہ مشکل اے

کتاب: ''تاریخ احرار''

خادم حسین

مصنف: چودھری افضل حقؒ

حاصل مطالعہ

☆ فرشتہ خصلت غریب پر قیامت گزر جائے' کوئی نہیں پوچھتا۔ شیطان سیرت امیر کے سر درد کی خبر پا کر لوگ پیٹ پکڑے آتے ہیں اور گھر بیٹھے پیر شہید مناتے ہیں۔

☆ اقتصادی مساوات کے بغیر آزادی بے معنی چیز ہے۔ وہ چند سرمایہ داروں کی آزادی ہے' جہاں امیر قانون پر حکومت کرتا ہے اور قانون غریب کو چکی میں پیستا ہے۔

☆ رنڈی کا پوت اور سوداگر کا گھوڑا' کام چور اور آرام طلب ہوتے ہیں۔

☆ ہندوستان میں' صاحب قبر سے زیادہ' قبہ محترم ہے۔

☆ علم عقل سے اپیل کرتا تھا کہ دیکھو یہ سب قبے اور مقبرے سرمایہ داروں کی سنگدلی کا نتیجہ ہے' جنھوں نے غریبوں کا خون عمر بھر چوسا اور اپنی دولت کا قلیل حصہ اپنے اعتقاد کی نمائش کے لیے بزرگوں کی قبروں پر لگا دیا۔ اور غریب بدستور پڑوس میں بھوکے بیٹھے رہے۔

☆ عجیب بے انصاف دنیا ہے کہ جو عمل خود کھلے بندوں کرتی ہے اس کا طعنہ اوروں کو دیتی ہے۔

☆ شبہات پیدا کرنے والی سرگوشیاں' فرشتہ لوگوں کو بھی بدظنی پر مائل کر دیتی ہیں۔

☆ الزام دے کر خود دامن بچا جانے والے لوگوں کی برپا کردہ مصیبتوں سے' خدا سب کو بچائے۔

☆ پامال روشوں پر انسان بے کھٹکے چل نکلتا ہے۔ جانے بوجھے ہوئے راستے پر چلنا سب کے لیے آسان ہے مگر جو راہ کبھی دیکھی نہ ہو' اس سے سب کو جھجک آتی ہے کہ کیا جانے پہلے ہی قدم پر کیا قیامت چھپی ہے؟ ہر گھاس میں ناگ اور ہر جھاڑی کے پیچھے شیر کا گمان گزرتا ہے۔

☆ فطرت انسانی اور قلب سلیم نے عدم مساوات کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

☆ کتابی کریکٹر ادب کی دنیا میں ناکام رہتے ہیں۔ آمدن سے خرچ بڑھانے والا ہمیشہ ادھار بیچنے والے کی طرح پریشان حال رہتا ہے۔

☆ سچی خبروں پر پابندی' جھوٹی افواہوں کے دروازوں کو چوپٹ کھول دیتی ہے۔ تخیلات کی دنیا میں گڑبڑ سی مچ جاتی ہے اور دماغوں میں عام پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ مالی پریشانیوں میں منزل کھوٹی کر لینا مسلمانوں کا کام نہیں۔

☆ مالی استحکام کے معنی امراء کی جماعت پیدا کرنے کے نہیں...... امراء ہر قوم کا بیکار حصہ ہوتے ہیں۔ بہادری کے معرکے کبھی ان لوگوں نے سر نہیں کیے۔

☆ جس ملک وقوم کی مائیں دنیا کے حالات اور ضرورت سے بے خبر ہیں‘ اس ملک کے نوجوان روحِ جہاد کو ضائع کر کے حرم سراؤں کے خواجہ بن جاتے ہیں۔ پس قوموں کی درست تربیت عورتوں کی درست تعلیم پر ہے۔

☆ مسلمان کو کئی دن روٹی نہ ملے پروا نہیں۔ لیکن ایک سگریٹ کا ناغہ برداشت نہیں ہوتا۔ پیٹ پر پتھر باندھ سکتا ہے مگر نشے سے صبر نہیں کر سکتا۔

☆ بہادری خوف سے بالکل بے نیاز ہو جانے کا نام نہیں، ڈرتے مرتے بڑھے جانے ہی کو شاید بہادری کہتے ہیں۔

☆ بڑھ کر مرنے والی قومیں زندہ رہتی ہیں۔ جان بچانے والے مارے جاتے ہیں۔

☆ ریاستوں کے رئیس نہ تو ہندو ہوتے ہیں‘ نہ مسلمان‘ وہ تو خالص رئیس ہوتے ہیں۔ یعنی خوف خدا سے بے نیاز طعنۂ خلق سے بہت دور۔

☆ غریبوں میں زخم کھانے اور زخم لگانے کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

☆ جب جان اور آبرو پر بن آئے تو ہر ہتھیار کا اٹھانا جائز ہے۔

☆ بدظنی باز کی طرح تیز رفتار ہوتی ہے۔ حسن ظن چیونٹی کی طرح سست رو ہوتا ہے۔

☆ آبرو باختہ عورت چاہے کسی کو چاہے نہ چاہے مگر چہرے پر تبسم کا خوش نما نقاب اوڑھے رکھتی ہے اور اس کے دل کی کدورت چھپی رہتی ہے۔

☆ گھوڑا چوری ہو جانے کے بعد اصطبل کو تالا لگانے سے کیا حاصل؟

☆☆☆

قارئین کی خدمت میں ضروری گزارشات!

۱) لکھاری حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنی نگارشات ہر ماہ کی دس تاریخ تک یا اس سے پہلے‘ ارسال کر دیا کریں تاکہ وقت پر شامل اشاعت کی جا سکیں۔ تحریر کاغذ کے ایک طرف ہونی چاہیے۔

۲) خریدار حضرات سے التماس ہے کہ ہر مہینے کی سات تاریخ تک پرچہ موصول نہ ہونے کی صورت میں ’’سرکولیشن مینیجر‘ ماہنامہ ’’نقیب ختم نبوت‘‘ دارِ بنی ہاشم‘ مہربان کالونی‘ ملتان‘‘ سے رابطہ کریں۔

۳) ’’نقیب ختم نبوت‘‘ پر آپ کی رائے مطلوب ہے۔ آپ نے اسے کیسا پایا؟ اس میں مزید کن موضوعات کا اضافہ ممکن ہے؟ آپ کے مشورے، پرچہ کی ترتیب و تشکیل میں ممد ثابت ہو سکتے ہیں۔

۴) درج ذیل دائرے میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے‘ از راہِ مہربانی مبلغ: ۱۵۰ روپے ’’مدیر‘ ماہنامہ ’’نقیب ختم نبوت‘‘ دارِ بنی ہاشم‘ مہربان کالونی‘ ملتان‘‘ کے نام ارسال فرمائیں۔

سید عطاء المحسن بخاریؒ (غیر مطبوعہ)

وہ رستہ تجھ کو بلا رہا ہے......

تُو اپنے احساس کی لکیریں، بنا رہا ہے مٹا رہا ہے
یہ تیرا احساس تیرے دل کی شکستگی کی صدا ہے پیارے
یہ تیرا احساس، تیرے اعمالِ سیئہ کی سزا ہے پیارے
یہ تیرا احساس، تیرے ماضی کی تلخیوں کا نشان بھی ہے
یہ تیرا احساس، تیرے باطن میں ٹھہرے انساں کی لاش بھی ہے
جب اپنا احساس تو نے روندا
بنایا ابلیس کا گھروندا
تجھے اب انساں کی فکر کیسی؟
یہ لاش کو زندگی سے مطلب؟
جہاں سے تو نے فرار چاہا، یہ زندگی ہے، یہ راستہ ہے......
رکیک وعدوں کی داستاں یا خیال واوہام تو نہیں ہیں
یہ سب حقائق ہیں جن کی بابت تیرا ہی احساس مر چکا ہے
فریبِ احساس تجھ کو صد ہا خیالی راہیں دکھا رہا ہے
اُس ایک رستے سے تجھ کو کب سے ہٹا چکا ہے، ہٹا رہا ہے
جو تیرا رستہ، تُو جس کا راہی، جو تجھ کو کب سے بلا رہا ہے
تُو اپنے احساس کی لکیریں بنا رہا ہے، مٹا رہا ہے

(گجرات ۱۹۷۲ء)

اصغر

مار، او غریبا! پُٹھّیاں چھالاں

کی دسّاں اَج حال وطن دا
کد نکلے گا کال وطن دا

ویکھ حکومت دے ہتھ کنڈے
چوّی روپئے وِک گئے انڈے

بائی روپئے کھنڈ غریبا!
چھتراں دے نال وَنڈ غریبا!

پنجا روپئے کِلو نے دالاں
مار او غریبا! پُٹھّیاں چھالاں

پندرہ روپئے ٹینڈے توری
او وی وکدے چوری چوری

اَٹھ روپئے وک گئے آلو
سبزی توں دل ہو گیا چالو

اک سو چالی گوشت وا چھوٹا
ستّر روپئے ملدا موٹا

او وی گالیاں مول نئیں گلدا
وی سیر پورا بالن بَلدا

سو روپئے بالن کِلّا
دُدھ دی راکھی بہہ گیا بِلّا

گھیو دا نام نشان گواچا
اپنے منہ تے مار طمانچہ

تینوں زندہ رَہن نئیں دینا
سکھ دا ساہ ہُن لین نئیں دینا

چنگا لایا ای راہ اوئے بابو!
واہ اوئے بابو! واہ اوئے بابو!

بجلی گیس دے بل ودھائے
غریب وچارہ کِدّھر جائے؟

سن لو گل مزدور کسانو!
کہہ گئی اے گل ناظم بانو

ہانڈی وچ کوئی گھیو نہ پاوے
ساڈا شوکت آوے ای آوے

واہ ووٹاں دی قیمت پائی
بُل ڈوزر نل بستی ٹائی

دُھپّے رُل گئے بال اَیانے
ساڈا ممبر موجاں ای مانے

کہندا سی آباد کراں گا
پر پہلاں برباد کراں گا

آخر مَینوں پہ گیا کہناں — قوم میری نوں لگدا گہناں
دیس مرے دیاں ٹھیکیداراں — لا کے وِیچیاں وچ بازاراں
لیناں دے وچ دھیاں بہناں — آکھن گھیو تے آٹا لیناں
اَگے مُنڈے پِچھّے مُنڈے — نِت تماشا ویکھن غُنڈے
ربّا! ساڈیاں سن فریاداں — نبی دا صدقہ کر امداداں
غم دی نھیری جُھلّی ہوئی اے — اُمت رستیوں بُھلی ہوئی اے
عمرؓ جیہا کوئی چھیتی آوے — بُھلی امت نوں راہ پاوے
عمرؓ جیہا کوئی چھیتی گلّو — تقدیراں دے ورقے تھلّو

وِکے نہ اصغر خون اساڈا
بنے قرآن قانون اساڈا

☆......☆......☆

گوہر ملسیانی

غزل

زخموں سے چُور چُور ہیں قلب و جگر ابھی — اجڑا ہوا ہے غیر کے ہاتھوں نگر ابھی
ظلم و ستم کی پھیلی ہے چاروں طرف گھٹا — اور ناچتے ہیں صحنِ چمن میں شرر ابھی
کسی کی نظر نے لُوٹ لی انسانیّت کی آب — ویراں ہے بزمِ شوق بھی، شام وسَحر ابھی
افسردہ چہرے دھوپ میں جلتے دکھائی دیں — ڈوبی ہے رنج و خوف میں ہر اک نظر ابھی
جلنے لگے ہیں پاؤں بھی، اٹھتے نہیں قدم — منزل ہے دور، سخت ہے باقی سفر ابھی
قسمت میں کب دیار کی خوشبو ہے دوستو! — بکھرے ہوئے ہیں چارسُو غم کے کھنڈر ابھی

گھیرا ہے زر خرید اندھیروں نے رات دن
گوہؔر نہیں نصیب میں اپنے سَحر ابھی

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆ وفاقی حکومت، روشن خیال اسلامی مملکت کے تصور کو مجروح کرنے والی کوشش ناکام بنائے۔ (صدر مشرف کی ہدایت)

☆ مسجدوں کا پیسہ کھانے والے، خوشحالی کی بات نہیں کر سکتے۔ (وزیراعظم جمالی)

☆ سرحد میں طالبان طرز کے قوانین سے، شخصی آزادی متاثر ہوگی۔ مجلس عمل کے ساتھ اسی لیے حکومت نہیں بنائی۔ (بے نظیر)

☆ سرحد اسمبلی کا شریعت بل ملک کو مذہبی آمریت کی طرف دھکیلے گا۔ (انسانی حقوق کمیشن)

سب سیاسی اپسرائیں مل کے دلاّلی کریں
مال زادے مفت کے چندوں کی رکھوالی کریں
کُھرج کی لَے میں صراحی دار گردن موڑ کر
مغنچے اُستاد کی چوکھٹ پہ قوّالی کریں

☆ بجٹ میں نئے ٹیکس لگیں گے، نہ کوئی چیز مہنگی ہوگی۔ ☆ حکومت بجلی اور تیل کی قیمتیں کنٹرول نہیں کر سکتی۔ (شوکت عزیز)

جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا

☆ شیخ رشید نے سرحد حکومت کو ان پڑھ کہہ کر عوامی مینڈیٹ کی توہین کی ہے، یہ شریعت بل کا ردّعمل ہے۔ (صوبائی وزراء سرحد)

شیطان نے بھی اپنے سر میں راکھ ڈالی ہوگی۔

☆ بھلائی اور حقوق العباد کے بغیر کوئی حکومت، اسلامی نہیں کہلا سکتی۔ (گورنر پنجاب خالد مقبول)

اور پنجاب میں تو یہ اقدار پہلے ہی رائج ہیں؟

☆ پاکستان کی پالیسیاں قرآن وسنت کے منافی ہیں۔ (خواجہ برادران)

موجودہ حکومت اسی کو روشن خیالی کہتی ہے۔

☆ سائن بورڈ توڑنا اور سرکس پر حملہ، کس گڈ گورننس کا حصہ ہے۔ (شیخ رشید)

رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت کا حصہ ہے۔

☆ زکریا یونیورسٹی: طلبہ کی سالانہ تقریب میں، پینے پلانے پر متعدد زخمی، عمر ہال میں شعبان اور افتخار گجر نے ڈانس نہ کرنے پر بلال اور پرویز پر حملہ کر دیا۔ (ایک خبر)

جنرل پرویز کی روشن خیال اسلامی مملکت کا ''جمالی'' خاکہ

''خطباتِ شورش''

مدوّن: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی قیمت: ۲۰۰ روپے ضخامت: ۳۳۶ صفحات

ناشر: احرار فاؤنڈیشن پاکستان 69۔سی، حسین سٹریٹ، کرم آباد، وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن۔لاہور

ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور کے ایڈیٹر آغا شورش کاشمیری بنیادی طور پر ایک سیاسی کارکن اور مجلس احرار اسلام کے خطیب خصوصی تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آغا شورش کی زبان اور قلم میں فاصلہ نہیں تھا۔ اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ مقرر شورش اور مصنف شورش میں بھی قدر مشترک آغا عبدالکریم تھے۔ جو آغا شورش کا حقیقی پیکر تھا۔ شورش کی کتابوں کو طباعت و اشاعت کے مراحل طے کرنے کے بعد مقبولیت حاصل ہوتی چلی گئی اور یہ اب تک پڑھی جا رہی ہیں لیکن اُن کی تقریریں ہوا میں بکھر گئیں۔ شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی نے اب ان ہنگامہ خیز تقریروں کا پہلا مجموعہ ''خطبات شورش'' کے نام سے شائع کیا ہے تو ان کے لیے حرف تحسین بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے کہ انہوں نے آغا شورش کی وہ تقریریں جمع کر لیں جو ان کے مداحوں نے کیسٹوں پر محفوظ کر لی تھیں۔ اس کتاب کے مطالعے کے دوران مجھے یوں محسوس ہوا، جیسے آغا صاحب سٹیج پر مصروفِ خطابت ہیں اور میں ان کا سامع ہوں۔ امیر شریعت، خطیب الامت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک قول اسی کتاب کے آغاز میں درج ہے کہ ''خطابت فنون لطیفہ کی غیر مرئی آواز کے اجتماعی حسن کا نام ہے۔ چہروں کا حسن، آنکھیں چنتی ہیں۔ آواز کا حسن کانوں سے چنا جاتا ہے۔''

میں نے آغا شورش کی آواز کا حسن اُن کی زندگی میں کانوں سے چنا تھا لیکن آج اُن کی آواز کا حسن اپنی آنکھوں سے چن رہا ہوں اور اس حسن کو مطالعے کے وسیلے سے سمیٹ رہا ہوں اور ان کے الفاظ کی خوشبوؤں کو دل میں اتار رہا ہوں۔ بلاشبہ یہ ایک نادر کتاب ہے۔ جس کے لیے شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی مدوّن کی حیثیت میں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

(تبصرہ: ڈاکٹر انور سدید۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' (سنڈے میگزین۔ یکم جون ۲۰۰۳ء)

''اکابر کی شامِ زندگی''

مرتب: مولانا عماد الدین محمود قیمت: ۲۴ روپے ضخامت: ۶۴ صفحات

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرۃ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد۔ ضلع نوشہرہ (سرحد)

زندگی موت کا پیغام ہے۔ جو بھی آیا ہے، اس نے جانا ہے۔ مؤلف نے مختلف شعبوں سے متعلق شخصیات، علماء، فقہا، خطیب، صحافی، شعراء حضرات کی زندگی کے آخری لمحات، اس کتاب میں محفوظ کر دیئے ہیں۔ اچھے لوگوں کے آخری الفاظ کیا تھے؟ وہ کن معمولات سے گزر رہے تھے کہ اجل نے آلیا۔ بہت ہی دلچسپ واقعات و حالات سے پر یہ مختصر کتاب قابل داد

ہے۔اچھی کاوش ہے۔(تبصرہ:ابوالادیب)

جریدہ: ماہنامہ ''آبِ حیات'' لاہور

خصوصی اشاعت: ''سقوطِ بغداد'' مدیرِاعلیٰ: محمود الرشید حدوٹی

قیمت: ۳۰روپے ضخامت: ۱۶۰صفحات ملنے کا پتا: جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن۔لاہور

زیر مطالعہ رسالے میں عراق کی حالیہ جنگ کے بارے میں مضامین شامل ہیں۔امریکہ کی طرف سے عراق پر ظلم وستم کی داستان کو کئی زاویوں سے پیش کیا گیا ہے۔''سقوطِ بغداد، تاریخ عراق، عراق کی تباہی اور امت کا کردار، عراق کے بعد.....عراق کی کہانی، ارضِ عراق میں خوابیدہ ہستیاں'' جیسے معلومات افزاء مضامین سے پرچہ مزین ہے۔پڑھنے کے قابل ہے۔(تبصرہ:ابوالادیب)

مسافرانِ آخرت

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے

☆ جماعتِ اسلامی ملتان کے سابق امیر، شیخ عبدالمالک مرحوم ☆ جمعیت علمائے اسلام ملتان کے سرپرست، حاجی شیخ ہدایت اللہ مرحوم ۵رجون ☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے معاون، ڈاکٹر ریاض حسین مرحوم ۲رجون ☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے رہنما محترم شیخ بشیر احمد کی بھاوج اور محترم شیخ گلزار احمد کی اہلیہ مرحومہ ۱۶رجون ☆ فیض بخش (قصاب) محلّہ کوٹلہ تولے خان، ملتان ۱۸رجون ☆ چیچہ وطنی میں ہمارے مہربان ابو معاویہ عبدالستار خالد کے چھوٹے بھائی محمد سلیم مرحوم، ۲۹رمئی ☆ چیچہ وطنی کے نوجوان دینی کارکن لیاقت علی معاویہ مرحوم، ۲۹رمئی ☆ امام اعظم ابوحنیفہ اکیڈمی اور جامعہ محمدیہ چیچہ وطنی کے مہتمم مولانا عبدالباقی کی اہلیہ اور ''احرار ختم نبوت مشن'' برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد کی خالہ زاد بہن، ۹رجون

ادارہ ''نقیب ختم نبوت'' کے تمام اراکین مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر کی دعا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے اور حسنات قبول فرما کر جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔(آمین)

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔

دعائے صحت

☆ بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمّ کفیل بخاری مدظلہا ☆ حضرت حکیم حافظ عبدالرشید صاحب (والدِ ماجد جناب عبداللطیف خالد چیمہ)

☆ مجلس احرار اسلام کراچی کے رہنما محترم شفیع الرحمٰن کے بہنوئی محترم اسرار احمد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

☆ مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے جنرل سیکرٹری محترم شیخ مظہر سعید ٹریفک حادثے میں شدید زخمی ہو گئے ہیں

☆ اہلیہ، مولانا سلطان محمودؒ (ماہڑہ، ضلع مظفر گڑھ) ☆ چودھری اختر علی و بیگم ☆ محمد وسیم ☆ میاں عبدالخالق ☆ محمد امین (ملتان)

اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔(آمین) قارئین سے بھی دعائے صحت کی درخواست کی جاتی ہے۔

ادارہ

اخبار الاحرار

رہنمایانِ احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں

===

☆ نفاذِ شریعت پر سرحد حکومت کو مبارک باد

☆ بجٹ غیر متوازن' حکمران اور ملک ایک ساتھ نہیں چل سکتے:

☆ موجودہ حکمران اور ملک ایک ساتھ نہیں چل سکتے

امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری

لاہور (۸؍جون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ ایل ایف او کی موجودگی میں اسمبلیوں کا کوئی جواز نہیں۔ وہ دفتر مجلس احرار اسلام میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران اور ملک ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

مرکزی مجلس عاملہ نے موجودہ بجٹ کو غیر متوازن قرار دیا اور کہا کہ اس میں صرف امیروں کو جینے کا حق دیا گیا ہے اور غریبوں کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے۔ مجلس عاملہ کے ارکان نے اپنی متفقہ قراردادوں میں کہا ہے کہ سرحد اسمبلی کے ارکان شریعت بل منظور کر کے پوری قوم کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ حکومت' ملک کے اندرونی معاملات میں امریکی مداخلت بند کرائے۔

اجلاس میں چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، مولانا عبدالنعیم نعمانی، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، قاری محمد یوسف احرار، ملک محمد یوسف، شاہد محمود، چودھری محمد اکرام اور دیگر نے شرکت کی۔

داڑھی اور پردے کی توہین کر کے جنرل مشرف نے اسلامی شعائر کی توہین کی ہے

امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا رحیم یار خان میں اجتماع میں خطاب

رحیم یار خان (۱۳؍جون) صدر جنرل پرویز مشرف کی جانب سے اسلامی شعائر' داڑھی اور حجاب سے متعلق توہین آمیز بیان پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری نے شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ جنرل پرویز مشرف نے نبی کریم ﷺ کی سنت کو چھوٹے ایشو کہہ کر اسلام کی توہین ہے۔ وہ گزشتہ ماہ المرکز جامعہ مدنیہ فاروق اعظم' سرکلر روڈ رحیم یار خان میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے جنرل پرویز مشرف کو

مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو تو بش تمہارا دوست نہیں ہے۔ اسلام کافروں کو دوست شمار نہیں کرتا جبکہ جنرل پرویز مشرف نے کافروں کو دوست بنالیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کو ختم کرا کے پاکستان کو بچانا ' جہالت ہے۔ اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق کی تاکید کی گئی ہے۔ اگر تم اقتصادی، معاشی اور صنعتی طور پر ترقی چاہتے ہو تو اللہ کا قانون اس ملک میں نافذ کردو۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت سے کفر کے دل میں مروڑ اٹھا تھا کہ یہاں ایک اسلامی حکومت قائم ہوگئی ہے۔ طالبان کی اسلامی حکومت نے اسلامی نظام رائج کر کے ایک مثال قائم کر دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آج کل کے سیاست دانوں نے سیاست کو کاروبار بنایا ہوا ہے۔ عورت کو کاروبار کی زینت بنا دیا گیا ہے اور کہا جارہا ہے کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ جبکہ قرآن وسنت میں پردے کا حکم دیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے سوا کسی دوسرے نظام کو نہیں چلنے دیا جائے گا۔ دینی قوتیں ' نفاذِ اسلام کے لیے متحد ہو کر جدوجہد کریں۔

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی وصنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل
گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون:0641-462483

سلیم الیکٹرونکس

ڈاؤلینس ریفریجریٹر کے بااختیار ڈیلر

حسین آگاہی روڈ۔ ملتان فون:061-512338

ابوسفیان تائبؔ (حاصل پور)

کیا یو کے ہے' کیا یو ایس اے

خون مسلم کی یہ دنیا میں جو ارزانی ہے — کیوں بھلا آج یہ کفار کی من مانی ہے
چیخیں مظلوموں کی سن کر بھی ہوئے ہم بہرے — اپنے حکام تو کفار کے نوکر ٹھہرے
روحِ ایماں نہیں اک لاشۂ بے جان ہیں ہم — دیکھ لیں خود ہی کہ اب کیسے مسلمان ہیں ہم
اپنے اسلاف کو تاریخ کے آئینہ میں دیکھا ہے کبھی — اپنے ایمان کو قرآن کی آیات سے جانچا ہے کبھی
غور کر! بدر کا میداں تجھے بتلائے گا — کفر سے معرکہ کیونکر ہو' یہ سمجھائے گا
تیری تکبیر سے تو رستم و سہراب بھی تھراتے تھے — قیصر و کسریٰ کے ایوان لرز جاتے تھے
بہتے دجلہ میں تو جب گھوڑوں کو دوڑاتا تھا — قصر ابیض☆ تیرے قدموں میں چلا آتا تھا
گر تو مومن بنے' کیا یو کے ہے' کیا یو ایس اے — ایک مومن نے ہی نمرود کو مروایا فقط مچھر سے
جذبۂ بدر و اُحد آج بھی گر پیدا کر — پھر اتر آئیں فلک سے بھی فرشتے تجھ پر
جھوٹی امیدوں سے رخ اپنا تو اب موڑ بھی لے — رب سے ٹوٹا ہے جو ناطہ اسے اب جوڑ بھی لے
باندھ لے سر پہ کفن ہاتھ میں قرآں لے کر — گھوم جا دنیا میں اب دعوتِ ایماں لے کر
اب اگر کوئی عدو تجھ سے یوں ٹکرائے گا — موم ہوگا' یا وہ تلوار سے کٹ جائے گا
فاصلے نطق و قلب کے جو سمٹ جائیں گے — آج کے فرعون بھی نمرود بھی مٹ جائیں گے
جتنے ظالم ہیں کیے کی وہ سزا پائیں گے — جگ میں انصاف کے پرچم یونہی لہرائیں گے

ظلمتِ شب پہ شعاع نور کی جب چھائے گی
قلبِ تائبؔ پہ بھی انمول خوشی آئے گی

☆ شاہِ کسریٰ کا وائٹ ہاؤس

☆......☆......☆

ماہنامہ القاسم کی آئندہ خصوصی اشاعت

حضرت مولانا

سید سلیمان ندوی رحؒ نمبر

علامہ ندویؒ کی علمی و عملی پُرعزم زندگی، لازوال جدوجہد، قابلِ فخر کارناموں، لائق صد تحسین علمی اور تاریخی کامیابیوں پر مشتمل، گویا ایک کاروانِ علم و عمل کی ترجمان دستاویز

تیاری کے مراحل کا آغازِ کار، حتمی تاریخ اشاعت کا اعلان بعد میں کیا جائے گا

ملی وقومی خدمات کے تذکرے، فروغِ علم اور حفاظت اسلام کے لئے ان تھک جدوجہد کی تاریخ، نورِ علم سے معمور تحریروں کا تجزیہ، اہم دینی وسیاسی اور علمی اور تاریخی کامیابیوں کی روئیداد، صحافیانہ خدمات کا جائزہ، ادبی شہ پاروں اور لازوال تحریروں کا انتخاب، تصورِ وحدت اُمت کی آبیاری اور تصنیفات وتالیفات کا تعارف، آپ کی نگارشات بھی خصوصی اشاعت کے صفحات کی زینت بن سکتی ہیں ...... ضخامت : 500 سے زائد صفحات قیمت 300 روپے، القاسم کے مستقل خریدار صرف 100 روپے یا اسی مالیت کے ڈاک ٹکٹ بھیج دیں۔ نئے خریدار 250 روپے یا اسی مالیت کے ڈاک ٹکٹ بھیج دیں تو خصوصی اشاعت اُن کو رجسٹرڈ ڈاک سے بھیج دی جائے گی۔

☆☆☆☆

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، نوشہرہ، سرحد، پاکستان

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

☆ ابا جی (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) کے آخری دنوں کی بات ہے۔ ''سلیمی دواخانہ'' (ملتان) میں حکیم محمد حنیف اللہ صاحب مرحوم کے مطب میں تشریف فرما تھے۔ ہتھیلی پہ پان رکھا اور لوازمات اوپر ڈالے۔ پان کو ہتھیلی پہ مروڑنے لگے۔ چُورا کر کے منہ میں ڈالتے تھے کہ دانت کوئی نہیں رہا تھا۔ اچانک خیال آیا کہ حکیم صاحب نے پان کھانے سے بھی منع کر دیا ہے۔ پان کا چُورا کرتے، غالب کا یہ شعر گنگنانے لگے:

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا　　　　نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

شعر پڑھتے رہے اور پان کا چورہ نیچے گراتے رہے اور فرمایا: ''حکیم صاحب! لو آج سے پان بھی ختم!'' پھر ہمیشہ کے لیے پان کھانا چھوڑ دیا۔ (روایت: سید عطاء المحسن بخاریؒ)

☆ علامہ اقبال کے اکبر الہ آبادی کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ علامہ صاحب کو آم مرغوب تھے۔ ایک مرتبہ اکبر الہ آبادی نے ان کیلئے الہ آباد سے ''لنگڑا'' آم کی ایک پیٹی بھجوائی۔ علامہ صاحب نے ان آموں کی رسید کے طور پر ذیل کا شعر لکھ بھیجا:

اثر یہ تیرے اعجازِ مسیحائی کا ہے اکبر　　　　الہ آباد سے ''لنگڑا'' چلا لاہور تک پہنچا

☆ سر کے بالوں کے سلسلے میں، حفیظ جالندھری فارغ البال تھے۔ کسی خوش فکر دوست نے کہا: ''حفیظ صاحب! سر کے بال نہ ہونے سے، کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی؟'' ''تکلیف کیا ہوتی ہے؟'' حفیظ صاحب نے جواب دیا۔ ''البتہ وضو کرتے وقت یہ معلوم نہیں ہوتا کہ منہ کو کہاں تک دھونا ہے؟''

☆ ایک پروفیسر صاحب سے کسی نے پوچھا: ''آپ کی اعصابی بیماری کا کیا حال ہے؟''
جواب ملا: ''ٹھیک ہے، آج کل میکے گئی ہوئی ہے۔''

☆ایک مرتبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چراغ حسن حسرت، عبدالمجید سالک اور شورش کاشمیری اکٹھے بیٹھے تھے۔شاہ جی نے کہا: ''سالک اور حسرت! آپ بڑے اہل زبان بنتے ہیں اور زبان آوروں کے کان کترتے ہیں۔ ذرا یہ تو فرمایئے'' ککے زئی'' کی جمع کیا ہوگی؟ اور سالک صاحب آپ تو خود خیر سے'' ککے زئی'' ہیں۔'' دونوں حضرات نے یک زبان ہوکر کہا: ''شاہ جی! یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے کہ محلّہ'' ککے زئیاں'' کا نام تو آپ نے بھی سنا ہوگا۔'' شاہ جی نے فرمایا: ''مجھے تم سے اسی کی توقع تھی۔یہی تو رونا ہے کہ تم بھی یہ بات کہتے ہو۔ارے بھائی ککے زئی کی جمع تین ہیں۔

(۱) ککا کزہ (۲) کیا کزہ (۳) کوا کزہ

حسرت اور سالک' شاہ جی کی اس ذہانت پر عش عش کر اٹھے۔ ('' چٹان'' ۶ر ستمبر ۱۹۷۱ء)

دین وسیاست، تاریخ وسوانح اور تحقیق وتنقید پر مشتمل نئی کتابیں

حیاتِ بخاریؒ
بطلِ حریت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کی پہلی سوانح ★ اثر خامہ: خان غازی کابلیؒ
مدوّن: ڈاکٹر شاہد کاشمیری قیمت: -/120 روپے

خطبات شورش
بے باک صحافی، شعلہ نوا خطیب، عظیم مجاہد آزادی
آغا شورش کاشمیریؒ کے ہنگامہ خیز خطبات کا پہلا مجموعہ
مدوّن: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی قیمت: -/200 روپے

حیاتِ امیر شریعتؒ
بطلِ حریت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے سوانحی حالات وواقعات
مصنف: جانباز مرزا مرحوم ★ قیمت: -/150 روپے

خواجہ عبدالرحیم عاجز
احوال وکلام
ایک تاریخی دستاویز، مطبوعہ وغیر مطبوعہ کلام
تحقیق: ڈاکٹر شاہد کاشمیری قیمت: -/200 روپے

احکام ومسائل
★ فرضیت وتاریخ جمعہ وعیدین ★ نکاح، عقیقہ کے خطبات ومسائل، نماز استسقاء
★ قنوت نازلہ، فطرانہ، صدقہ اور زکوٰۃ وعشر کے مسائل پر ایک شاہکار تحقیقی کتاب
مصنف: جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ قیمت: -/250 روپے

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ
ایک مظلوم شخصیت، حقائق کے آئینے میں
مؤلف: حکیم محمود احمد ظفر قیمت: -/15 روپے

فتنۂ جمہوریت
★ جمہوریت، خلاف اسلام اور شیطانی نظام ہے
★ قرآن وحدیث اور تاریخی حوالوں کی روشنی میں
مصنف: حکیم محمود احمد ظفر قیمت: -/125 روپے

آزادی کی انقلابی تحریک
جنگ عظیم 1939ء کی فوجی بھرتی کے خلاف
مجلس احرار اسلام کی عظیم تحریک پر پہلی تحقیقی کتاب
مؤلف: محمد عمر فاروق قیمت: -/150 روپے

عقیدۂ ایصالِ ثواب
قرآن وحدیث کی روشنی میں
مؤلف: مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی قیمت: -/20 روپے

مرد اور عورت کی نماز میں فرق
احادیث کی روشنی میں
مؤلف: مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی قیمت: -/20 روپے

شعلۂ گفتار
خطیب بنی ہاشم سید عطاء المحسن بخاریؒ کے دینی، علمی، تاریخی
اور سیاسی خطبات کا مجموعہ ★ مرتب: سید محمد کفیل بخاری (زیر طبع)

سیلِ افکار
سید عطاء المحسن بخاریؒ کے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ
ادب وانشاء، تجزیہ وتنقید اور فکر ونظر کا بہترین مرقع
مرتب: سید محمد کفیل بخاری (زیر طبع)

مولانا محمد علی جالندھریؒ
ایک مجاہد ختم نبوت اور مبلغ اسلام کی درویشانہ اور مجاہدانہ زندگی کے احوال
مؤلف: مولانا سعید الرحمٰن علویؒ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ قیمت: -/100 روپے

فری میسنری (اسلام دشمن خفیہ یہودی تنظیم)
★ فری میسنری کی تین سو سالہ تاریخ ★ عالم اسلام کی تباہی میں سیاسی کردار
★ گھناؤنی سازشوں کی پردہ کشائی ★ اہم حقائق کا تجزیہ ومطالعہ
مؤلف: بشیر احمد (ایم اے) قیمت: -/200 روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

شُبّانِ احرار کانفرنس

مجلس احرار اسلام کے کارکنوں کے 8 سے 15 سال تک کی عمر کے بچوں کا تربیتی اجتماع

8-9-10 اگست 2003ء جمعہ، ہفتہ، اتوار

مرکزی دفتر احرار: 69- سی، حسین سٹریٹ، وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور

تفصیل نظام

	نمبر شمار	موضوعات	مقررین
8-اگست بروز جمعہ	(1)	درس قرآن کریم	مولانا قاری محمد یوسف احرار
	(2)	نماز جمعہ	
	(3)	دینی تعلیمات کی روشنی میں نماز کی حیثیت واہمیت	مولانا محمد معاویہ
	(4)	شام کے کھانے سے پہلے "دستر خوان کے آداب"	سید محمد کفیل بخاری
9-اگست بروز ہفتہ	(1)	ناشتہ کے بعد درس قرآن	مولانا محمد مغیرہ
	(2)	شاہ جی کی باتیں (بوقت 10 بجے صبح)	پروفیسر خالد شبیر احمد
	(3)	والدین کے حقوق، حضورؐ کا منصب ختم نبوت، حضورؐ کا بچوں سے حسن سلوک، دینی تعلیمات کی روشنی میں استاد کا مقام و مرتبہ، "محبوب خدا" سے ایک ورق، اکابر احرار کی دینی خدمات، مجلس احرار اور قادیانیت	بچوں کی تقریریں
	(4)	مجلس احرار اسلام کی تاریخ و تعارف	سید محمد کفیل بخاری
10-اگست بروز اتوار بعد نماز فجر	(1)	دین کا کام کیسے کریں؟	عبداللطیف خالد چیمہ
	(2)	گفتگو اور دعا	امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
	(3)	تاریخی مقامات (لاہور) کی سیر	

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس احرار اسلام پاکستان